﴿... اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾ (آل عمران: ٧٤) ﴿... عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل: ٨٠)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

لندن

مدیر اعلیٰ: رشید احمد چوہدری

جلد ۱	جُمعہ ۲۸ر جنوری ۹۴ء ○ ۱۶ر شعبان ۱۴۱۴ھ	شمارہ ۴

دیکھو میرے دوستو!
اخبار
شائع ہو گیا

(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ ۱۱ فروری ۱۹۰۶ء)

[حروف ابجد کے مطابق مندرجہ بالا الہام کا حساب لگایا جائے تو سال ۱۹۹۴ء بنتا ہے]

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

تکبّر سے بچو!

جس قدر دنیا میں کسی سے محبت ممکن ہے خدا سے کرو

"میں اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ تکبر سے بچو۔ کیونکہ تکبر ہمارے خداوند ذوالجلال کی آنکھوں میں سخت مکروہ ہے مگر تم شاید نہیں سمجھو گے کہ تکبر کیا چیز ہے۔ پس مجھ سے سمجھ لو کہ میں خدا کی روح سے بولتا ہوں۔ ہر ایک شخص جو اپنے بھائی کو اس لئے حقیر جانتا ہے کہ وہ اس سے زیادہ عالم یا زیادہ عقلمند یا زیادہ ہنرمند ہے وہ متکبر ہے کیونکہ وہ خدا کو سرچشمہ عقل اور علم کا نہیں سمجھتا اور اپنے تئیں کچھ چیز قرار دیتا ہے۔ کیا خدا قادر نہیں کہ اس کو دیوانہ کر دے اور اس کے اس بھائی کو جس کو وہ چھوٹا سمجھتا ہے اس سے بہتر عقل اور علم اور ہنر دیدے۔ ایسا ہی وہ شخص وہ اپنے کسی مال یا جاہ و حشمت کا تصور کر کے اپنے بھائی کو سفیر سمجھتا ہے وہ بھی متکبر ہے کیونکہ وہ اس بات کو بھول گیا کہ یہ جاہ و حشمت خدا نے ہی اس کو دی تھی اور وہ اندھا ہے اور نہیں جانتا کہ وہ خدا قادر ہے کہ اس پر ایک ایسی گردش نازل کرے کہ وہ ایک دم میں اسفل السافلین میں جا پڑے اور اس کے اس بھائی کو جس کو وہ حقیر سمجھتا ہے اس سے بہتر مال و دولت عطا کر دے۔ ایسا ہی وہ شخص جو اپنی صحت بدنی پر غرور کرتا ہے یا اپنے حسن اور جمال اور قوت اور طاقت پر نازاں ہے اور اپنے بھائی کا ٹھٹھے اور استہزاء سے حقارت آمیز نام رکھتا ہے اور اس کے بدنی عیوب لوگوں کو سناتا ہے وہ بھی متکبر ہے اور وہ اس خدا سے بے خبر ہے کہ ایک دم میں اس پر ایسے بدنی عیوب نازل کرے کہ اس بھائی سے اس کو بدتر کر دے اور وہ جس کی تحقیر کی گئی ہے ایک مدت دراز تک اس کے قویٰ میں برکت دے کہ وہ کم نہ ہوں اور نہ باطل ہوں کیونکہ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ ایس ہی وہ شخص بھی جو اپنی طاقتوں پر بھروسہ کر کے دعا مانگنے میں سست ہے وہ بھی متکبر ہے کیونکہ قوتوں اور قدرتوں کے سرچشمہ کو اس نے شناخت نہیں کیا اور اپنے تئیں کچھ چیز سمجھتا ہے۔ سو تم اے عزیزو! ان تمام باتوں کو یاد رکھو۔ ایسا نہ ہو کہ تم کسی پہلو سے خدا تعالیٰ کی نظر میں متکبر ٹھہر جاؤ اور تم کو خبر نہ ہو۔ ایک شخص جو اپنے ایک بھائی کے غلط لفظ کی تکبر کے ساتھ تصحیح کرتا ہے اس نے بھی تکبر سے حصہ لیا ہے۔ ایک شخص جو اپنے بھائی کی بات کو تواضع سے سننا نہیں چاہتا اور منہ پھیر لیتا ہے اس نے بھی تکبر سے حصہ لیا ہے۔ ایک غریب بھائی جو اس کے پاس بیٹھا ہے اور وہ کراہت کرتا ہے اس نے بھی تکبر سے حصہ لیا ہے۔ ایک شخص جو دعا کرنے والے کو ہنسی اور ٹھٹھے سے دیکھتا ہے اس نے بھی تکبر سے ایک حصہ لیا ہے اور وہ جو خدا کے مامور اور مرسل کی پورے طور پر اطاعت کرنا نہیں چاہتا اس نے بھی تکبر سے ایک حصہ لیا ہے اور وہ جو خدا کے مامور اور مرسل کی باتوں کو غور سے نہیں سنتا اور اس کی تحریروں کو غور سے نہیں پڑھتا اس نے بھی تکبر سے ایک حصہ لیا ہے۔ سو کوشش کرو کہ کوئی حصہ تکبر کا تم میں نہ ہو تا کہ ہلاک نہ ہو جاؤ اور تا تم اپنے اہل و عیال سمیت نجات پا جاؤ۔ خدا کی طرف جھکو اور جس قدر دنیا میں کسی سے محبت ممکن ہے تم اس سے کرو اور جس قدر دنیا میں کسی سے انسان ڈر سکتا ہے تم اپنے خدا سے ڈرو۔ پاک دل ہو جاؤ اور پاک ارادہ اور غریب اور مسکین اور بے شر تا تم پر رحم ہو۔"

(نزول المسیح صفحہ ۲۴ تا ۲۵)

(فرمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

تم آپس میں جلد صلح کرو اور اپنے بھائیوں کے گناہ بخشو

اب سات سمندر اچھلیں گے

ذیل میں ہم جرمنی سے ملک عبدالمالک صاحب اور انکی اہلیہ درشہوار صاحبہ کی طرف سے حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں موصول ہونے والے خط سے ایک اقتباس پیش کررہے ہیں جو ایک بہت مبارک رویا بلکہ کشفی نظارہ پر مشتمل ہے:

"عرصہ ہوا خاکسار کو ایک جمعہ کی نماز ڈسکہ ضلع سیالکوٹ میں حضرت چودھری محمد ظفراللہ خان صاحب رضی اللہ تعالیٰ کی امامت میں پڑھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ اس خطبہ جمعہ مکرم چودھری صاحبؓ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے اور خطبہ کے آخر تک آنسو جاری رہے تھے اور وہ سارا منظر خاکسار کی آنکھوں کے سامنے ہے۔ اس خطبہ جمعہ میں حضرت چودھری صاحبؓ نے اور بہت سی باتوں کے علاوہ خاص طور پر یہ فرمایا تھا کہ ٹی۔ وی کے ذریعہ سے سینما کی لعنت گھر گھر کے اندر پہنچ گئی ہے جس سے ہماری نسل کے اخلاق پر بہت برا اثر پڑ رہا ہے۔ چودھری صاحبؓ کے چہرے سے بہت دکھ اور قلق ظاہر ہوتا تھا اور خطبہ کے آخر تک ہچکی بندھ گئی تھی اور اسی حالت میں انہوں نے خطبہ ختم کیا تھا۔ آج خاکسار کی آنکھوں میں وہ سارا منظر ہے۔ اس کے علاوہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ شعر بھی بار بار پڑھنے کو دل چاہتا ہے کہ:

محمود کرکے چھوڑیں گے ہم حق کو آشکار
روئے زمین کو خواہ ہلانا پڑے ہمیں

لوگ اکثر خیال کرتے بلکہ بعض اوقات پوچھتے بھی تھے کہ کس طرح ساری دنیا کو اسلام کا پیغام پہنچائیں گے آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے پہلے سے کہیں یقین محکم سے کہہ سکتے ہیں کہ لوگو اگر تمہیں شک ہے تو یہ دیکھ لو کہ جسے کل تک گمراہ کرنے کا آلہ سمجھا جاتا تھا اس کو جماعت احمدیہ نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی راہنمائی میں خدا تعالیٰ کے فضل سے احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا پیغام پہنچانے کا ذریعہ بنایا ہے۔ الحمدللہ۔ اب شک کس بات کا ہے اگر احمدیت کے وہ عظیم فرزند حضرت چودھری محمد ظفراللہ خان صاحب رضی اللہ تعالیٰ زندہ ہوتے تو کتنا خوش ہوتے۔ لازماً ان کی روح جنت فردوس میں یہ سب کچھ دیکھ کر کتنی خوش ہوتی ہوگی۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ہم نے سات جنوری ۱۹۹۴ء کو مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کی نشریات کو دیکھا تو بہت خوش ہوئے۔ سب احمدی گھروں میں عید کا سماں تھا اور اپنے پیارے آقا کو ہنستے اور خوش ہوتے دیکھ کر ہماری خوشی کی بھی کوئی انتہا نہ رہی۔ یوں خوش خوش ہم سوگئے۔ صبح نفل اور نماز کی ادائیگی کے بعد جب سوئے تو خاکسار کی اہلیہ کو سوتے میں یہ آواز آئی کہ:

"اب سات سمندر اچھلیں گے"

اسکے بعد اسکی آنکھ کھل گئی۔"

اس میں خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ عظیم الشان خوشخبری دی گئی ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیش گوئی کے یہ الفاظ:

"خوشی سے اچھلو اور کودو"

اسکی تعبیر ہیں۔ (ادارہ)

دنیائے احمدیت میں ایک عظیم انقلاب

جرمنی سے ایک دوست سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کی نشریات کے بارہ میں اپنے جذبات کی عکاسی یوں کرتے ہیں:

"ان نشریات کے آغاز کے ساتھ ہی دنیائے احمدیت میں جو عظیم انقلاب شروع ہوا ہے اسکو احاطہ تحریر میں لانا ممکن نہیں ہے صرف عکاسی اس طرح ہوسکتی ہے کہ سرشام تمام مرد و زن ان نشریات کو دیکھنے کے لئے اکٹھے ہوتے ہیں اور نشریات ختم ہونے پر بچوں کی طرح اگلے دن کا انتظار اور تبصرے ہوتے ہیں۔ ملازمت پیشہ لوگ گھر لوٹنے کو بے تاب و بے چین!

یورپ میں تو صرف تین گھنٹے اور یہ صورت حال۔ پاکستان میں صورت حال کیا ہوگی۔ چشم تصور سے ہی دیکھی جاسکتی ہے میں تو اس طرح دیکھتا ہوں کہ جیسے دسمبر کا مہینہ آتے ہی جلسہ سالانہ کی تیاریاں، بعد نماز فجر ہر محلہ میں انفرادی وقار عمل۔ مکانوں کی سفیدیاں۔ درثمین اور کلام محمود کے اشعار کا لکھنا۔ بینرز تیار کرنا۔ گیٹ بنانے اور بازار سجانے کا بندوبست، خصوصی طور پر پرالی کا محلہ جات میں پہنچانا اور صدر صاحب محلہ کا اسے تقسیم کرنا۔ چھوٹے چھوٹے بچوں کا اپنے حجم کے مطابق پرالی کا گھر لے جانا۔ گری ہوئی پرالی کو سمیٹنا اور اپنے کمروں میں ڈال کر مہمانوں کے لئے کمرے تیار کرنا۔

یہ ابتدائی نشریات کی منظر کشی ہے اب تو وہ لوگ جو براہ راست خطبہ نہ سن سکتے تھے اور ویڈیو ٹیپ لے کر استفادہ کرتے تھے، انہوں نے بھی اپنے بچوں اور بیگمات کی بار بار یاد دہانی کی وجہ سے اقساط پر ڈش انٹینا خریدنا شروع کردئے ہیں۔"

ضروری اعلان

مجلس خدام الاحمدیہ علاقہ لاہور پاکستان اپنی تاریخ ۱۹۵۷ء تا ۱۹۹۳ء مرتب کررہی ہے۔ اسلئے ایسے تمام افراد جو قیادت لاہور کے تحت مختلف وقتوں میں خدمت دین کی توفیق پاتے رہے ہیں اگر ابھی تک انہوں نے خاکسار سے رابطہ نہیں فرمایا تو جلد رابطہ فرمائیں اور اپنے موجودہ پتہ سے خاکسار کو مطلع کریں نیز اپنی مختلف ضلعی مساعی، معلومات، واقعات اور تصاویر ارسال فرماکر مشکور فرماویں جو بطور امانت خاکسار کے پاس رہیں گی اور بعد اشاعت واپس کردی جائیں گی۔ نیز اگر ممکن ہو تو اپنی پاسپورٹ سائز تصویر بھی ارسال فرماویں۔

ہماری اطلاع کے مطابق قائد ضلع لاہور، قصور، شیخوپورہ، سیالکوٹ نیز دیگر ممبران ضلعی عاملہ، نگران حلقہ جات وغیرہ آجکل پاکستان سے باہر دیگر ممالک مثلاً برطانیہ، جرمنی، کینیڈا، امریکہ وغیرہ میں قیام پذیر ہیں ان تمام احباب تک تاریخ خدام الاحمدیہ کی اشاعت کا اعلان بذریعہ "الفضل انٹرنیشنل" لندن پہنچایا جارہا ہے۔

خاکسار منور علی شاہد
کنوینر کمیٹی تاریخ
دارالذکر ۱۱۵۔ اے، علامہ اقبال روڈ لاہور پاکستان

بچوں میں اخلاق حسنہ کی آبیاری کریں

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے احمدیت کی دوسری صدی کے استقبال کے لئے اور اس صدی میں ابھرنے والی ذمہ داریوں کی ادائیگی اور دوسری صدی کے نئے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے وقف نو کی بابرکت تحریک کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا:

ہر واقف زندگی بچہ جو وقف نو میں شامل ہے، بچپن سے ہی اس کو سچ سے محبت اور جھوٹ سے نفرت ہونی چاہئے اور یہ نفرت اس کو گویا ماں کے دودھ میں ملنی چاہئے۔ جس طرح Radiation کسی چیز کے اندر سرایت کرتی ہے اسی طرح پرورش کرنے والی ماں کی بانہوں میں سچائی اس بچہ کے دل میں ڈوبنی چاہئے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ والدین کو پہلے سے بہت بڑھ کر سچا ہونا پڑے گا۔ ضروری نہیں کہ سب واقفین زندگی کے والدین سچائی کے اس اعلیٰ معیار پر قائم ہوں جو اعلیٰ درجہ کے مومنوں کے لئے ضروری ہے۔ اس لئے اب ان بچوں کی خاطر ان کو اپنی تربیت کی طرف بھی توجہ کرنی ہوگی اور پہلے سے کہیں زیادہ احتیاط کے ساتھ گھر میں گفتگو کا انداز اپنانا ہوگا۔ اور احتیاط کرنی ہوگی کہ لغو باتوں کے طور پر یا مذاق کے طور پر بھی وہ آئندہ جھوٹ نہیں بولیں گے کیونکہ یہ خدا کی مقدس امانت اب آپ کے گھر میں پل رہی ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۳ اپریل ۱۹۸۷ء۔ مسجد فضل لندن)

قوموں کی تقدیر کا فیصلہ کرنا عورتوں کا کام ہے

قوموں کی تقدیر کا فیصلہ کرنا عورتوں کا کام ہے۔ اور یہ فیصلہ انہیں آج کرنا پڑے گا ورنہ مستقبل لازماً تاریک رہے گا۔ آج احمدی خواتین کو اپنے سینوں کو خدا کی محبت سے روشن کرنا ہوگا ورنہ انکے سینے وہ نور ان کے بچوں کو نہیں پلائیں گے جو ماؤں کے دودھ کے ساتھ پلایا جاتا ہے اور ہمیشہ جزو بدن اور جزو روح بن جایا کرتا ہے۔

(خطاب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، ۲۷ جولائی ۱۹۹۱ء بر موقع جلسہ سالانہ انگلستان)

SUPPLIERS OF:
FROZEN AND FRIED
MEAT SAMOSAS
VEGETABLE
SAMOSAS
CHICKEN SAMOSAS
LAMB BURGERS

KHAYYAMS

280 HAYDONS ROAD,
LONDON SW19 9TT
TEL: 081 543 5882
MOBILE: 0860 418252

«... اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِاللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ» (اٰل عمران: ۷۴) «... عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا» (بنی اسرائیل: ۸۰)

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن

جلد ۱ | جمعہ ۲۸ جنوری ۹۴ء ○ ۱۶ شعبان ۱۴۱۴ھ | شمارہ ۴

مجلس ادارت
مدیر اعلیٰ: رشید احمد چوہدری
نائب مدیران: منیر احمد جاوید۔ عبدالماجد طاہر
اراکین مجلس: نصیر احمد قمر۔ ملک خلیل الرحمٰن

مجلس انتظامیہ
صدر: بشیر احمد رفیق
اراکین مجلس انتظامیہ:
صفدر حسین عباسی۔ مبارک احمد ظفر۔ نعیم عثمان۔ رشید احمد چوہدری

مکمل پتہ:
۱۶ گرسن ہال روڈ۔ لندن۔
ایس ڈبلیو ۱۸، ۵ کیو ایل۔

اداریہ

کینیڈا کی "مسجد بیت الاسلام" کے افتتاح کے موقعہ پر جبکہ دنیا کی تاریخ میں پہلی بار خلیفہ وقت کی آواز بیک وقت دنیا کے تمام براعظموں تک پہنچ رہی تھی تو ہمارے محبوب آقا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت کو خوشخبریوں پر خوشخبریاں عطا ہونے کی نوید سناتے ہوئے فرمایا کہ:۔

"آج وہ مبارک دن ہے کہ جب میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ آج حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی آواز اس عاجز کے ذریعہ چار براعظموں میں نہیں بلکہ دنیا کے پانچ براعظموں میں پہنچ رہی ہے اور زمین کا ایک بھی گوشہ ایسا باقی نہیں رہا جہاں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تبلیغ صوتی لحاظ سے بھی نہ پہنچ رہی ہو۔ پس یہ بہت بڑا اور عظیم مبارک دن ہے جو در حقیقت آئندہ دور کے آغاز کی ایک منزل ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ آگے بہت کچھ ہونے والا ہے۔ اس کی تفصیل میں میں اس وقت نہیں جاتا لیکن آنے والا وقت انشاء اللہ تعالیٰ جماعت کے لئے خوشخبریوں پر خوشخبریاں لاتا چلا جائے گا۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۹۲ء)

اس وقت کسی کے وہم و گمان میں بھی یہ خیال نہ آیا کہ خدا تعالیٰ کی تقدیر اس اعلان کو اتنی برکتوں سے بھر دے گی کہ ابھی سوا سال بھی پورا نہیں ہو گا کہ جماعت احمدیہ دنیا کو ایک بالکل نئے انداز کے ٹیلیویژن سے متعارف کروا رہی ہو گی اور دنیا بھر کی اقوام کی روحانی سیرابی کے لئے زندگی بخش پروگرام پیش کرنے کی توفیق پا رہی ہو گی۔ چنانچہ ۷ جنوری ۱۹۹۴ء سے انٹرنیشنل مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کی نشریات کے باقاعدہ آغاز کے ساتھ ہی ساری فضا

لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

اور

اسمعو صوت السماء جاء المسیح جاء المسیح
نیز بشنو از زمیں آمد امام کامگار

کے راگ الاپنے والے پُر کیف اور وجد آفریں نظاروں سے بھر گئی۔

لیکن احمدیت کی عظیم الشان ترقی کے اس نئے دور میں بھی ہمارے مخالفین کو دیدہ عبرت نگاہ نصیب نہ ہو سکی اور وہ خدائی تائید کے ان آثار کو بھی نہ پہچان سکے اور روزنامہ آواز لندن مورخہ ۴ جنوری ۱۹۹۴ء کی اشاعت کے مطابق برطانیہ کے مولویوں نے اپنے گذشتہ سو سالہ مطالبات میں ایک کا اضافہ کرتے ہوئے یہ مطالبہ کیا کہ "مسلم ممالک قادیانی ٹیلیویژن بند کروائیں"۔ ثابت ہوا کہ انہیں بھی غیر مسلموں کی طرح یورپ میں اسلام کی، قرآن کی اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حق و صداقت پر مبنی باتیں بیان کرنے والے اور اسلام کی عظمت کو قائم کرنے والے ٹیلیویژن کا قیام پسند نہیں چنانچہ مولویوں نے "ایک مشترکہ بیان میں سات جنوری سے مسلم ٹیلیویژن احمدیہ کے پروگرام کے باقاعدہ آغاز پر گہری تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ قادیانیوں اور مسلمانوں میں مسلم اور غیر مسلم ہونے کا فرق اب کوئی وضاحت طلب مسئلہ نہیں۔ ایک غیر مسلم گروپ کا مسلم پروگرام کے ساتھ اپنے آپ کو قائم رکھنے کا اصرار وجہ تنازع ہے.... لہٰذا تمام مسلمان سفارت کاروں کو دینی حمیت اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے اس پروگرام کو بند کروانے میں کسی غفلت کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہئے۔"

اور روزنامہ جنگ لندن نے بھی اپنی ۱۸ جنوری ۱۹۹۴ء کی اشاعت میں جمعیت علماء اسلام کے مرکزی رہنما قاری حسین احمد مدنی کا بیان یوں شائع کیا ہے کہ

"علماء کے آپس کے اختلافات نے مرزائی لوگوں کو بہت فائدہ پہنچایا ہے اور یہ لوگ اپنے کفر کے عقائد کی تبلیغ سیٹلائٹ اور ڈش انٹینا کے ذریعہ جس طرح کر رہے ہیں مسلمانوں کے لئے زبردست چیلنج ہے۔ مٹھی بھر غیر مسلم لوگ اگر کفر پر متحد ہو سکتے ہیں تو ہم لوگ کیوں متحد نہیں ہو سکتے۔"

رہی یہ بات کہ ہم کفریہ عقائد کی تبلیغ کرتے ہیں یا خالصتاً اسلام کی تو "ہاتھ کنگن کو آرسی کیا" ہم سب مسلمان بھائیوں کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ ہمارے ٹیلیویژن پروگراموں کو خود دیکھیں اور سنیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد

لیس الخبر کالمعاینة

کے مطابق سنی سنائی بات پر کان دھرنے کی بجائے مشاہدہ کو ترجیح دیں کہ آخر کب تک ملاں کے دام فریب سے وہ ہدایت کی راہیں تلاش کرتے پھریں گے۔

جہاں تک قاری صاحب کے اس بیان کا تعلق ہے کہ "ہم لوگ کیوں متحد نہیں ہو سکتے" تو اس کا سیدھا سادہ جواب قرآنی الفاظ میں یہ ہے کہ

تحسبهم جمیعا وقلوبهم شتیٰ۔ (سورہ الحشر. ۱۵)

جب قرآن ان کے دلوں کو پراگندہ فرما رہا ہے تو کس کی مجال ہے جو انہیں نیکی پر متحد کر سکے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ علماء کبھی کسی ایک مسئلہ پر بھی اکٹھے نہیں ہو پائے۔ چاہے وہ رؤیت ہلال کا چھوٹا سا مسئلہ ہی کیوں نہ ہو۔ نیکی پر باہم اکٹھا ہونا تو ان کے مقدر میں ہی نہیں کیونکہ ان کے زائچہ میں موٹا سا

الکفر ملة واحدة

لکھا ہوا ہے۔

مسلم ٹیلیویژن احمدیہ کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی تبلیغ کا جو معاملہ ہے یہ تو دراصل ان مخالف مولویوں کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک جواب دیا جا رہا ہے۔ جنہوں نے پاکستان میں ہماری اذانوں پر، ہمارے صل علیٰ پر، ہمارے جلسوں پر اور ہمارے اجتماعات پر پابندیاں لگوائیں اور پھولے نہ سمائے کہ تم نے ایک جگہ روکنے کی کوشش کی لیکن یہ آواز اب گلی گلی، شہر شہر، ملک ملک ہر جگہ پھیلے گی اور پھیلتی چلی جائے گی اور کوئی نہیں جو اس کو دبا سکے یا روک سکے۔ اب سیاروں کی مدد سے ہماری اذانیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام تمہارے گھروں میں داخل ہو گا اور تمہاری کوئی تدبیر، کوئی پابندی اس راہ میں حائل نہیں ہو گی۔ احمدیت کا یہ قافلہ اپنی منزل کو رواں دواں رہے گا اور تمہاری گھٹیا حرکتیں، تمہاری گالیاں اور ادنیٰ و ذلیل کوششیں اس کا کچھ بھی بگاڑ نہ سکیں گی۔ اس میں شک ہے نہ مبالغہ کہ آج ہمیں نہایت صفائی سے یہ نظر آ رہا ہے کہ جماعت احمدیہ پر وہ دن بھی جلد طلوع ہونے والا ہے جب ان پروگراموں کی برکت سے ساری دنیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں لا ڈالی جائے گی۔ ابھی تو احمدیت کی دوسری صدی کا آغاز ہی ہوا ہے۔

آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

اس روحانی انقلاب کو قریب تر لانے کے لئے ہر احمدی مسلمان کو نئے عزم کے ساتھ اپنے آپ کو کمربستہ کرنا ہو گا۔ دعاؤں، قربانیوں اور کوششوں کے ساتھ آگے قدم بڑھانا ہو گا۔ تاکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں تمام ادیان پر اسلام کے عالمگیر غلبہ کی جو بشارت ہمارے آقا و مولا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمائی ہے وہ ہم ادنیٰ غلاموں کے ذریعہ پوری ہو اور ہمیں غلبہ اسلام کا جھنڈا سید ولد آدم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھوں میں تھمانے کی سعادت نصیب ہو۔

خدا کرے کہ جماعت احمدیہ کی ان ادنیٰ ادنیٰ کوششوں کو ایسی قبولیت اور برکت نصیب ہو کہ ہر ملک اور ہر قوم سے آئندہ آنے والی نسلیں حضرت خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دائماً درود و سلام بھیجتی رہیں۔

اللهم صل علی محمد......(درود شریف)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاموش سیرت

(محمود احمد اشرف۔ ربوہ)

کائنات کی بےپناہ وسعتوں کے سامنے بنی نوع انسان کا دائرہ ادراک بہت ہی محدود ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کائنات کا حاصل ہیں جیسا کہ حدیث قدسی ہے کہ اگر آپؐ مقصود نہ ہوتے تو یہ کائنات تخلیق نہ کی جاتی۔ پس عقل انسانی جو مادے کی سطح پر بھی کسی کامل علم کا دعویٰ نہیں کر سکتی اس کے لئے ممکن ہی نہیں کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات اور آپکی سیرت کا احاطہ کر سکے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"میں ہمیشہ تعجب کی نگاہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبی جس کا نام محمدؐ ہے (ہزار ہزار درود اور سلام اس پر) یہ کس عالی مرتبہ کا نبی ہے۔ اس کے عالی مقام کا انتہا معلوم نہیں ہو سکتا اور اسکی تاثیر قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں"۔ (حقیقۃ الوحی روحانی خزائن ص۱۱۸)

پس حقیقت یہ ہے کہ عقل انسانی کا ہمارے آقا و مولیٰ حضرت اقدس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات تک پہنچنا ہرگز ممکن نہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاموش سیرت دراصل آپ کا خدا تعالیٰ کی وراء الوراء ذات میں نہاں در نہاں ہو جانا ہے۔ قرآن کریم فرماتا ہے:

قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

(الانعام: ۱۶۳)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"یہ آیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب تام پر ایک بڑی دلیل ہے اور یہ بتلا رہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر خدا میں گم اور محو ہو گئے تھے کہ آپکی زندگی کے تمام انفاس اور آپ کی موت محض خدا کے لئے ہو گئی تھی اور آپ کے وجود میں نفس اور مخلوق اور اسباب کا کچھ حصہ باقی نہیں رہا تھا اور آپ کی روح خدا کے آستانہ پر ایسے اخلاص سے گری تھی کہ اس میں غیر کی ایک ذرہ آمیزش نہیں رہی تھی۔ پس اس طرح آپ نے اس شرط کے ایک حصہ کو پورا کیا جو شفیع کے لئے ایک لازمی شرط ہے اور آخری فقرہ آیت مذکورہ بالا کا یہ ہے کہ میرا جینا اور مرنا اس خدا کے لئے ہے جو تمام جہاں کی پرورش میں لگا ہوا ہے۔ اسمیں یہ اشارہ ہے کہ میری قربانی بھی تمام جہان کی بھلائی کے لئے ہے۔" (تفسیر سورہ مائدہ تا سورہ توبہ از حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

سیرت حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمایاں ترین پہلو توحید باری تعالیٰ سے آپکی محبت ہے۔ توحید کی جو آواز آپ نے بلند کی اس سے سارا عالم تا قیامت گونجتا رہے گا مگر توحید سے آپکی محبت کا ایک رنگ اس کا خاموش اظہار بھی ہے۔ یہ خاموش اظہار محبت کی گہرائی کا پتہ دیتا ہے۔ توحید کا ایک تقاضہ یہ بھی ہے کہ سب اعلیٰ صفات اور سب تعریفیں خدا تعالیٰ کی خاطر مخصوص کر دی جائیں اور ہر حسن و احسان کے نظارے پر دل سب سے پہلے خالق و مالک کے حضور جھک جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہمیں کئی ایسے مواقع دکھائی دیتے ہیں جب آپ کی ذات سے کسی اعلیٰ درجہ کی صفت کا بے مثال اظہار ہوا تو اس موقعہ پر آپ نے کمال لطافت کے ساتھ حمد اور تعریف کا رخ خدا تعالیٰ کی طرف پھیر دیا۔ مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شجاعت کے بے نظیر اظہار کا ایک موقعہ غزوہ حنین تھا۔ قبیلہ ہوازن کے تیراندازوں نے جو تیراندازی میں بڑے ماہر تھے، بے خبری کے عالم میں اچانک تیروں کی بوچھاڑ کر دی تو کثیر تعداد کے قدم اکھڑ گئے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تیروں کی بوچھاڑ میں اپنے گھوڑے پر سوار آگے بڑھتے رہے اور یہ شعر آپکی زبان مبارک پر جاری تھا۔

انا النبی لاکذب　　انا ابن عبدالمطلب

یعنی شجاعت کا یہ عدیم المثال نظارہ تم اس لئے دیکھ رہے ہو کہ میں خدا کا سچا نبی ہوں۔ اور یہ نہ خیال کر لینا کہ میں کوئی مافوق البشر وجود ہوں بلکہ میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔ نبوت کے منصب جلیلہ کے ذکر کے ساتھ عبدالمطلب کے بیٹے ہونے کا ذکر کرنا انکسار کا ایک خاموش اظہار ہے اور شجاعت کے اس بے مثال موقعہ پر انکسار کا یہ اظہار اس دل کا پتہ دیتا ہے جو اپنی تعریف سے خالی ہو کر ہر تعریف کو خدا واحد و یگانہ کی طرف منسوب کر دیتا تھا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ حسین، سب سے بڑھ کر سخاوت کرنے والے اور سب لوگوں سے زیادہ بہادر انسان تھے۔ ہجرت کے بعد مدینہ میں ابتدائی دن بہت ہی مشکلات کے دن تھے۔ کفار مکہ اور دیگر قبائل کی طرف سے حملے کا خطرہ ہر وقت موجود تھا۔ راتیں خصوصاً خطرناک تھیں اور صحابہ جاگ کر پہرہ دیا کرتے تھے۔ ایسی ہی ایک رات کو مدینہ میں لوگوں نے کچھ شور سنا۔ کچھ لوگ آواز کی سمت میں چلے کہ دیکھیں کیا معاملہ ہے۔ تھوڑی ہی دور گئے تھے کہ انہوں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صورت حال کا جائزہ لے کر واپس آ رہے ہیں۔ آپ بالکل تنہا گھوڑے کی برہنہ پشت پر سوار تھے۔ آپؐ نے لوگوں کو تسلی دی اور فرمایا کہ خطرے کی کوئی بات نہیں ہے۔ ایسے خطرناک حالات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اقدام بہت ہی جواں مردی کا نمونہ تھا۔ سب دل آپ کی شجاعت سے مرعوب ہو رہے ہونگے مگر آپ کمال لطافت سے اس موقعہ پر تعریف کو اپنے نفس سے پھیرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ آپ نے کوئی اور بات کرنے کی بجائے حضرت طلحہؓ کے گھوڑے کا ذکر کرتے ہوئے جس پر آپ سوار ہو کر گئے تھے فرمایا یہ تو دریا کی طرح رواں گھوڑا ہے۔

توحید منطقی طور پر اس امر کی متقاضی ہے کہ ہر مخلوق کو عیال اللہ جان کر سب سے محبت کا سلوک کیا جائے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے ایک حالیہ خطبہ میں فرمایا کہ گھر کے نوکروں اور خادموں کے ساتھ نیک سلوک کرنا نیکی کا ایک ایسا درجہ ہے جہاں انسان آزمایا جاتا ہے۔ حضرت انسؓ کو انکے والدین دس سال کی عمر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے کر آئے تھے اور آپ نے دس سال تک حضورؐ کی خدمت کی توفیق پائی۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی مجھے اف تک نہیں کہا۔ میں نے اگر آپؐ کا فرمایا ہوا کوئی کام نہیں کیا تو آپ نے کبھی نہیں کہا کہ تم نے یہ کیوں نہیں کیا اور اگر مجھ سے کوئی غلطی ہوئی آپ نے کبھی یہ نہیں فرمایا کہ تم نے ایسا کیوں کیا (بخاری کتاب الادب)

حضرت انسؓ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے متعلق یہ بیان آپکی بےپایاں شفقت و محبت و نرمی کو ظاہر کر رہا ہے۔ لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو ان چند لفظوں سے حضورؐ کی سیرت کے بعض اور خاموش پہلو بھی نظر آ سکتے ہیں۔ ان میں سے ایک عظیم پہلو ضبط نفس کا ہے۔ بچے ہزار ایسی حرکتیں کرتے ہیں کہ ان کے حقیقی ماں باپ بھی بسا اوقات دن میں کئی کئی بار تنگ آ کر ان پر غصہ کا اظہار کر دیتے ہیں۔ حالانکہ دیکھا جائے تو بچے کی غلط حرکت کے پس منظر میں والدین کی غلط تربیت کارفرما ہوتی ہے یا پھر بچہ غلطی اپنے بچہ ہونے کی وجہ سے کرتا ہے۔ دونوں صورتوں میں بالعموم ضبط نفس اور محبت کے ساتھ تربیت کی جا سکتی ہے۔ حضرت انسؓ کا یہ قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ان تمام صفات کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ ہزار درود اور سلام ہوں اس دل پر جو محبت کا ایک گہرا اور پرسکون سمندر تھا جس میں محبت اور شفقت کے جوش کی لہریں تو موجزن تھیں مگر کوئی ایسی جنبش تک نہ ہوتی تھی جو کسی نازک ترین دل پر بھی گراں گزرتی ہو۔

اگر مزید غور کیا جائے تو حضرت انس کی یہ بات اس امر کا بھی پتہ دیتی ہے کہ حضورؐ اول تو اپنے خادموں کو انکی استعداد اور مزاج کے موافق حکم دیتے تھے اور پھر حکم بھی ایسی دلنوازی سے دیتے تھے کہ بچہ ہو یا بڑا اس پر عمل کرنے پر دلی جوش کے ساتھ مائل ہو جاتا تھا۔ ایسے کئی پہلو اور بھی سامنے آ سکتے ہیں لیکن درحقیقت یہ سب محبت کے کمالات تھے۔ آپکی محبت پانی کی طرح بہتی ہوئی ہر نشیب و فراز سے اپنا راستہ بنا کر پیاسی روحوں کو سیراب کرتی تھی۔ چنانچہ حضرت انسؓ سے مروی ایک دوسری روایت اسکی تشریح کرتی ہے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں:

"ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کسی کام کے لئے بھیجنا چاہا۔ میں نے کہا میں نہیں جاؤں گا۔ آپ بالکل خاموش ہو گئے۔ میں یہ کہہ کر باہر نکل گیا۔ اچانک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیچھے سے آ کر مجھے گردن سے پکڑا۔ میں نے مڑ کر دیکھا تو آپ ہنس رہے تھے۔ آپ نے بہت پیار سے فرمایا اب تو جاؤ میں نے عرض کی اچھا جاتا ہوں۔" (صحیح مسلم کتاب الادب)

وہ واقعہ بھی یاد آتا ہے کہ جب حضورؐ نے اپنے ایک غریب صحابی کو جو مزدوری کر رہے تھے اور پسینہ میں شرابور تھے چپکے سے پیچھے سے جا کر آنکھوں پر ہاتھ رکھ دیئے تھے۔ اس میں بھی محبت و شفقت کا ایک نمایاں اظہار تھا مگر اس کے پس منظر میں یہ حقیقت بھی کارفرما ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے نور سے دیکھتے تھے۔ وہ خدا جس کے بارے میں مسلم کی ہی ایک حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ تمہاری شکلوں اور تمہارے اموال کو نہیں دیکھتا بلکہ وہ تمہارے دلوں اور اعمال پر نظر رکھتا ہے۔ پس یہاں حضورؐ کی سیرت کا خاموش پہلو یہ ہے کہ آپکو وہ آنکھ میسر تھی جس نے اس غریب صحابی کے دل کی خوبصورتی کو دیکھ لیا تھا۔ یہ بھی لکھا ہے کہ وہ صحابی شکل و صورت کے اچھے نہ تھے۔ پس ہزاروں درود و سلام ہوں آپ پر ورنہ بجز عالم الغیب کے کون ہے جو دلوں پر نگاہ کر کے خاموش جذبوں کی بھی جزاء دے سکتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دلنواز شخصیت کا ایک رنگ یہ بھی ہے کہ آپ صحابہ رضوان اللہ علیہم سے ایسی گفتگو فرماتے جس کا تعلق ان کی روز مرہ ذاتی زندگی کے معاملات اور دلچسپیوں سے ہوتا تھا۔

"حضرت انس سے روایت ہے کہ اہل ہجر سے عبدالقیس کا ایک وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہ لوگ حضور کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک حضور نے ان کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا تمہارے یہاں کھجور کی کئی اقسام ہیں اور تم فلاں رنگ کی کھجور کو اس نام سے پکارتے ہو اور حضور نے ان اقسام کے رنگ اور نام بیان فرما دیئے۔ یہ سن کر ان میں سے ایک شخص کہنے لگا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اگر آپ مقام ہجر میں تولد فرماتے تو اس سے زیادہ آپ علم نہ رکھتے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ یقیناً اللہ کے رسول ہیں۔ حضور نے فرمایا جب تم میرے پاس بیٹھے تو تمہاری سرزمین اٹھا کر میرے سامنے کر دی گئی اور میں نے اسے ادنیٰ سے اعلیٰ تک دیکھا اور تمہاری کھجوروں میں یہ سب سے بہتر کھجور البرنی ہے جو بیماری کو زائل کرتی ہے۔" (الخصائص الکبریٰ)

اس واقعہ کا نمایاں پہلو تو یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے عین موقعہ پر آپ کو علم غیب عطا کیا گیا۔ مگر اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا ایک خاموش پہلو یہ ہے کہ آپ کا دل ہر وقت اپنے صحابہ سے تعلق کی راہیں تلاش کرتا تھا تبھی خدا تعالیٰ نے اس موقعہ پر آپ کی یہ ضرورت پوری فرمائی۔ یہ امر جہاں ازدیاد ایمان کا باعث ہوا ہو گا وہاں آپکی دلداری کا یہ رنگ دیکھ کر دل آپ پر فدا ہو رہے ہونگے۔

اللھم صلی علیٰ محمد و آلہ و بارک وسلم

اسیران راہ مولیٰ کے لئے

خصوصی دعاؤں کی درخواست

احباب کرام سے درخواست ہے کہ اسیران راہ مولیٰ کی جلد اور باعزت رہائی کے لئے خصوصی دعائیں جاری رکھیں۔

ساہیوال کیس کے اسیر راہ مولیٰ رانا نعیم الدین صاحب آج کل فیصل آباد سنٹرل جیل میں ہیں۔ ان کی نظر کمزور ہو گئی ہے اور گردے میں چھوٹی سی پتھری ہے جس کی وجہ سے تکلیف ہو جاتی ہے ان کی صحت کاملہ کے لئے بھی دعا کرتے رہیں۔

MUSLIM TELEVISION AHMADIYYA

PROGRAMME TIMINGS

ASIA AND MIDDLE EAST
7.00 am to 7.00 pm [London, U.K.]

EUROPE
Monday to Thursday 1:30 pm to 4 pm
Friday to Sunday 1.00 pm to 4 pm

TELEPHONE AND FAX NUMBERS FOR INFORMATION COMMENTS OR MESSAGE

Tel: + 44 - 81 - 870 0922 Fax: + 44 - 81 - 871 0684

LIVE TRANSMISSION FROM UNITED KINGDOM

Tilawat　Manzoom Kalam　Malfoozat

VARIETY OF PROGRAMMES INCLUDING

Majlis Irfan　Speeches

Hazur replying to letters and messages of viewers

Satellite	EUTELSAT II F3	STATSIONAR 21	STATSIONAR 4	GALAXY 2
Area	Europe, North Africa	Asian, Middle East, Eastern Europe, East Africa Regions	South America, Africa and European Regions	North America, Canada
Position	16° East	103° East	14° West	74° West
Transponder	37	7 (C-Band)	9 (C-Band)	11
Frequency	11.575 GHz	3725 MHz	3825 MHz	36 MHz
Polarity	Vertical	Right Hand circular	Right Hand circular	Horizontal
Format	625 Lines PAL Colour	625 Lines PAL Colour	625 Lines PAL Colour	NTSC
Audio Sub-Carriers				
Urdu	6.5 MHz	6.5 MHz	6.5 MHz	6.2 MHz
English	7.02 MHz	7.02 MHz	7.02 MHz	
Arabic	7.20 MHz	7.20 MHz	7.20 MHz	
French	7.92 MHz	7.92 MHz	7.92 MHz	
Timings (London Time)	13.30 - 16.00	10.00 - 16.00	13.30 - 14.30	13.30 - 14.30

Radio = Short Wave Band Radio, 25 Meter Band, Digital Frequency 11695.
Timings: 13.30 - 14.30 London Time

ربوہ کے احمدی شعراء

پروفیسر ڈاکٹر ناصر احمد پروازی

اپنی یادداشتوں کے سلسلے "ذہن کے دریچوں سے خودنمائی" میں میں نے اپنے کچھ شاعر دوستوں اور بزرگوں کا تذکرہ لکھا ہے۔ یہ سلسلہ تو پتہ نہیں کب کتابی صورت میں شائع ہو گا۔ خیال آیا کہ ان شاعروں کے تذکرے کو الگ طور سے مضمون کی صورت میں لکھ دوں

ادبی ہوش کی آنکھیں کھلیں تو ربوہ میں مولوی مصلح الدین احمد صاحب راجیکی کی شاعری کا چرچا تھا۔ ان کی نظم "لغزش" بہت مشہور اور زبان زد عام تھی۔ مصلح صاحب سے ملاقات ہوئی تو یوں محسوس ہوا جیسے فانی بد ایوانی سے ملاقات ہو گئی ہے۔ فانی صاحب کے بارے میں کتابوں میں پڑھ پڑھ کر جو تصور قائم کر رکھا تھا مولوی مصلح الدین اس تصور پر ہو بہو پورے اترے۔ طبیعت کے نہایت مسکین۔ گفتگو میں دھیمے۔ چادر کی بکل۔ سر پر ٹوپی۔ پاؤں میں گرد آلود جوتے۔ ہمارے کچے کواٹروں کے پاس حافظ غلام محی الدین صاحب نے ایک چھوٹا سا چائے خانہ کھول رکھا تھا۔ بس مولوی صاحب وہیں برا جمان رہتے تھے۔ سیلونی کے چائے خانہ میں بھی نہیں جاتے تھے۔ کہتے تھے اس کی نفاست سے دم گھٹتا ہے۔ یہیں شعر کہنے کا شوق چرایا تو سب سے پہلے مولوی مصلح الدین احمد صاحب کو اپنا کلام دکھایا۔ آپ نے اصلاح کر دی مگر ساتھ ہی نصیحت بھی کی کہ اساتذہ کا کلام غور سے پڑھیں۔ میر، سودا، آتش، ذوق اور غالب کا کلام۔ خود مولوی صاحب کو میر اور غالب بہت پسند تھے۔ غالب کے تو وہ حافظ تھے

مولوی مصلح الدین احمد، حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی ؓ کے بیٹے تھے۔ باپ کی ولایت سے حصہ وافر پایا تھا۔ حد درجہ مستغنی اور مستغنی الاحوال۔ ان کے ذریعہ معاش کا کسی کو کوئی پتہ نہیں تھا مگر فکر معاش سے ہمیشہ بے نیاز رہے۔ ان کا کلام ان کے چھوٹے بھائی مبشر احمد صاحب راجیکی نے مرتب کر کے شائع کیا تھا۔ لیکن خود ہمیں بھی کئی مقامات پر احساس ہوا کہ چھوٹے بھائی نے بڑے بھائی کے کلام میں جہاں تہاں دخل دیا ہے۔ مگر وہ کلام ان کی پوری شخصیت پر محیط نہیں۔ بہت سا ایسا کلام ہے جو اس میں شامل نہیں یا بوجوہ شامل نہیں کیا گیا۔ اب وہ کلام کون جمع کرے گا؟۔

مصلح الدین احمد کی شخصیت کا جو پہلو اب بھی میرے ذہن میں مستحضر ہے وہ ان کی حرماں پرستی ہے۔ آپ نے حرماں پرستی میں تصوف کی چاشنی پیدا کر دی تھی۔ ان کے شعر درد مندی کی تصویر ہوتے تھے۔ مولوی صاحب کرسی پر اکڑوں بیٹھتے تھے۔ چادر یا کمبل کو اپنے سارے وجود کے گرد لپیٹ لیتے تھے۔ شعر سنانے کا ہوکا نہیں تھا۔ بس کبھی کبھار طبیعت آتی تو سناتے تھے۔ مجھے اب بھی کل کی طرح یاد ہے کہ حافظ غلام محی الدین کے چائے خانے کی ایک بنچ پر بیٹھے، مولوی صاحب نے ایک غزل سنائی تو حاضرین میں سے ایک صاحب اتنا روئے کہ ان کی گھگی بندھ گئی۔ غز ل تھی۔

سلیقہ نہیں تجھ کو رونے کا ورنہ
بڑے کام کا ہے یہ آنکھوں کا پانی

اس غز ل کا مطلع غالباً یہ تھا۔

محبت محبت جوانی جوانی
دلوں کا فسانہ، نظر کی کہانی

اسی زمین میں سرگودھے کے مشہور شاعر الطاف مشہدی کی غزل بھی تھی جو ان دنوں بہت مقبول تھی۔ مجھے یوں ہی شبہ سا ہو رہا ہے کہ یہ مطلع شائد الطاف کی غزل کا ہے۔ بہر حال مولوی صاحب کی غزل سے سننے والے وجد میں آ جایا کرتے تھے۔

مصلح الدین احمد کے کلام کے ایک حافظ تو اب بھی ربوہ میں موجود ہیں اور وہ ہیں ہمارے چچا، قبلہ مولوی عبدالعزیز صاحب بھامڑی۔ اب بھی ربوہ کے نوجوانوں میں سے کوئی ہمت کرے تو قبلہ مولوی صاحب سے سن سن کر بہت سا کلام جمع کر سکتا ہے۔ کیا ربوہ کے نوجوان اہل ذوق میں سے کوئی صاحب دل ہے؟۔

حضرت حافظ مختار احمد صاحب شاہجہان پوری ربوہ تشریف لے آئے تو ان سے بھی نیازمندی کا شرف حاصل ہوا۔ حضرت حافظ صاحب، امیر الشعراء امیر مینائی کے شاگرد تھے اور لکھنوی دبستان شاعری کے آخری چراغ۔ قادرالکلامی کا یہ عالم تھا کہ نہایت مشکل زمینوں میں طویل غز لیں کہتے۔ دوغزلہ، سہ غزلہ، اور چہار غزلہ تک تو ہم نے بھی سنا ہے۔ غز ل کے روپ میں ایک طویل مرثیہ آپ نے کہا۔

بیڑیاں توڑ کے چلتے ہوئے یاران کہن
اب اسی دھن میں قریب در زنداں ہوں میں

ان کے شعروں کی تعداد میرا خیال ہے سینکڑوں تک پہنچتی ہے۔ اس کے کچھ اشعار ہم نے حضرت حافظ صاحب کی زبان مبارک سے سنے ہیں۔

حافظ صاحب، سید عبدالباسط صاحب کی بیٹھک میں ایک پلنگ پر تشریف رکھتے تھے۔ وہی بیٹھک ان کا گھر تھا۔ پلنگ پر ہر طرف کاغذ ہی کاغذ اور کمرے میں ہر طرف کتابیں ہی کتابیں ہوتی تھیں مگر اس بے ترتیبی کے باوجود عالم یہ تھا کہ اگر کبھی حوالہ کی ضرورت ہوتی تو حاضرالوقت احباب کسی سے کہتے "میاں! اس ڈھیری میں ساتویں نمبر پر جو کتاب ہے وہ اٹھاؤ اس کے دو سو اٹھارھویں صفحے پر چھٹی یا ساتویں سطر میں مطلوبہ حوالہ موجود ہے"۔ اور ان کی بات باون تولے پاؤ رتی صحیح نکلتی۔ حضرت حافظ صاحب کا کلام بزرگوارم سلیم شاہجہان پوری صاحب مرتب کر رہے تھے۔ معلوم نہیں یہ کام کس مرحلے پر ہے۔ کون سی وادی میں ہے کون سی منزل میں ہے۔ عشق بلاخیز کا قافلہ سخت جاں۔

بزرگ شعراء میں سے حضرت قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل سے صرف ایک بار ملاقات کا موقع ملا۔ اکمل صاحب بہت ضعیف ہو گئے تھے۔ کھلتا ہوا گندمی رنگ تھا۔ ناک پر چمکیلے سنہری فریم کی عینک تھی۔ اکمل صاحب نہایت زود گو شاعر تھے اور سلسلہ کے پرانے اخبارات و رسائل ان کے کلام سے بھرے پڑے ہیں۔ ان کی کلیات برادرم محترم جنید ہاشمی صاحب نے چھاپ دی تھی، "نغمہ اکمل" مگر یہ کلیات میر تقی میر کے کلیات کی طرح اتنی ضخیم ہے کہ پڑھنا مشکل ہے۔ دوسرے یہ کہ بے ترتیبی سے چھاپی گئی ہے اور اپنی افادیت کھو بیٹھی ہے۔ اے کاش کوئی اس کو دوبارہ ایڈٹ کر کے چھاپ دے۔

اکمل صاحب کے دونوں بیٹے صاحب ذوق تھے جنید ہاشمی اور شبلی بی کام۔ شبلی بی کام کے نام کے ساتھ بی کام کا حصہ ایسا چپکا کہ ایم کام ہو جانے کے بعد بھی لوگ انہیں بی کام ہی لکھتے رہے۔ کسی زمانہ میں اخبار ملت کے ایڈیٹر تھے۔ مانے ہوئے صحافی اور پاکستانی اخبارات میں اقتصادی ریویو لکھنے کے بانی تھے۔ صدر ایوب کے زمانہ میں بیس خاندانوں کا بہت تذکرہ رہا۔ یہ بیس خاندان وہ تھے جن کی اقتصادی چیرہ دستیوں کا تذکرہ شبلی ایم کام نے کیا تھا۔ بہر حال شبلی صاحب کا سلسلہ سے زیادہ گہرا اور قریبی تعلق نہ رہا اس لئے وہ سلسلہ کے حلقوں میں معروف نہ ہوئے۔ جنید ہاشمی صاحب تعلیم الاسلام کالج کے آفس سپرنٹنڈنٹ تھے اور نہایت اعلیٰ ادبی ذوق رکھتے تھے۔ سلسلہ کے اخبارات و رسائل میں کبھی کبھار ادبی موضوعات پر لکھتے بھی تھے۔ جنید صاحب کی بیٹیوں میں سے قانتہ اور فائزہ اچھی صاحب ذوق لڑکیاں ہیں۔ ایک انگریزی کی پروفیسر ہے ایک فلسفہ کی۔ ان دونوں میں سے کوئی ہمت کرے تو "نغمہ اکمل" کو ایڈٹ کر سکتی ہیں۔

ربوہ کے تین شاعروں سے ہماری بہت دوستی رہی۔ عبدالسلام اختر، نسیم سیفی اور روشن دین تنویر۔ ان میں سے دو تو اب اس دنیا میں نہیں ہیں اور تیسرے کی درازی عمر کے لئے ہم دعا گو ہیں۔ زندہ شاعروں کے بارے میں لکھنا تو مشکل ہوتا ہی ہے لیکن وفات یافتہ کے بارے میں لکھنا زیادہ ذمہ داری کا کام ہے کیونکہ وہ اپنے بارہ میں کی گئی غلط بیانیوں کا جواب نہیں دے سکتے یا غلط طور پر منسوب کی گئی بات کی تردید نہیں کر سکتے۔

عبدالسلام اختر صاحب ناگپور یونیورسٹی سے فلسفہ کے ایم اے تھے اور شاعر باپ یعنی ماسٹر علی محمد صاحب بی اے بی ٹی کے بیٹے تھے۔ زندگی وقف کر کے سلسلہ کی خدمت میں مستعد رہے۔ وفات کے وقت ایڈیشنل ناظر بیت المال تھے۔ نائب ناظر تعلیم بھی رہے۔ گھٹیالیاں کالج کے پرنسپل بھی رہے۔ مگر شاعری کسی حال میں بھی نہیں چھوڑی۔ کلام پر قدرت رکھتے تھے۔ بڑے جذب و شوق سے جھوم جھوم کر پڑھتے تھے۔ ان کی ایک نظم "مور" بہت مشہور ہوئی۔ جب جھوم جھوم کر سناتے تو لوگ ان کے شعروں سے زیادہ ان کے جھومنے کا لطف لیتے اور "ونس مور۔ ونس مور" کے نعرے لگاتے۔ اختر صاحب کی سادہ لوحی بہت مشہور تھی۔ وہ کلام سنانے کا شوق بھی رکھتے تھے۔ ایک روز غریب خانہ پر تشریف لائے۔ ہمارا پوچھا اباجی حضرت مولانا نے بتایا کہ "کالج گیا ہوا ہے" کالج تشریف لے گئے۔ ہم وہاں نہیں تھے واپس ہمارے گھر پہنچے تو اباجی نے بٹھا لیا اور کہا، اختر صاحب اپنا تازہ کلام مجھے سنائیے۔ میں شاعر تو نہیں شاعر کا باپ ہوں۔ اختر صاحب نے کہا "آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ میں تازہ کلام سنانے کے لئے آیا ہوں"۔ اباجی نے کہا "دیکھو میاں شاعر شعر کہنے کے بعد اس بیتابی سے سامع کی تلاش میں گھومتا ہے جیسے مرغی انڈا دینے کے لئے مناسب جگہ کے لئے ماری ماری پھرتی ہے۔ آپ جس بیتابی سے ناصر کو ڈھونڈ رہے ہیں وہ آپ کی حالت کی غماض ہے۔ شعر ارشاد ہو!"۔ اس سارے ڈرامے کا کلائمکس یہ ہے کہ اختر صاحب نے کلام سنانا شروع کر دیا۔ اللہ بخشے کیسے سادہ دل لوگ تھے۔

اختر صاحب کا کلام یکجا ہو سکتا تو سلسلہ کے ادب میں اچھا اضافہ ہوتا۔ ان کے بچے نیدو اور ٹونی ہمارے شاگرد ہوئے (ان کے اصل نام ہمیں یاد نہیں آ رہے) اچھے سعادت مند لڑکے ہیں، وہ پڑھیں تو ہماری بات پر کان دھریں۔ کہیں نائلہ بٹی سن پائے تو اس کام پر کمربستہ ہو۔ ان کا باپ کوئی ایسا معمولی شاعر تو نہیں تھا کہ اس کا کلام یونہی رسالوں میں پڑا پڑا ضائع ہو جائے۔ مکرم میاں عبدالسمیع نون صاحب آف سرگودھا، اختر صاحب کے مداح تھے اور اختر صاحب اکثر ان کی نوازشات کا چرچا کرتے تھے۔ نون صاحب ہی توجہ کریں۔

آج اپنی ایک کمزوری بھی بیان کر دیں۔ اختر صاحب کی وفات کو ایک لمبا عرصہ گزرا ہم آج تک ان کے گھر افسوس کے لئے نہیں گئے۔ کئی دوستوں نے کہا بھی کہ آپ کا تو اختر صاحب سے بڑا یارانہ تھا آپ ان کے بچوں کو ایسے بھول گئے؟ ہم نے سنی ان سنی کر دی۔ سچی بات یہ ہے کہ ہم دوستوں کو ہمیشہ زندہ سمجھتے ہیں۔ ان کے مرنے کا افسوس کیوں کریں؟۔

اے ہم نفسان محفل ما
رفتید ولے نہ از دل ما

دوستوں کا وہی تصور آنکھوں میں موجود رہنا چاہئے۔ یہ آ رہے ہیں وہ جا رہے ہیں۔ یہ چل رہے ہیں وہ پھر رہے ہیں!۔

دوسرے شاعر روشن دین تنویر الفضل کا ایڈیٹر بننے اور احمدی ہونے سے قبل وکالت کرتے تھے۔ احمدی ہوئے تو پڑھنے لکھنے کی طرف توجہ ہوئی۔ الفضل کے ایڈیٹر مقرر ہو گئے تو اس کو اوڑھنا بچھونا بنا لیا۔ تنویر صاحب شاعر تو اعلیٰ درجہ کے تھے ہی نثر بھی بڑی مدلل اور خوب صورت لکھتے تھے۔ ہر روز کسی علمی موضوع پر اداریہ لکھنا خالہ جی کا گھر نہیں مگر تنویر صاحب کا بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔ ان کا ذہن بڑا صاف تھا۔ حقہ گڑگڑاتے جاتے اور اداریہ لکھتے جاتے تھے۔ شعروں کے باب میں بھی یہی بات صادق آتی تھی۔ مگر شعروں کی نوک پلک سنوارنے پر بڑی محنت کرتے تھے اور سو باتوں کی ایک بات کہ اپنے کمزور شعروں کو ترک کر دینے میں انہیں کبھی عار محسوس نہ ہوئی۔ ہم نے کئی بار دیکھا کہ پندرہ پندرہ بیس بیس شعر کی نظم رات میں کہی مگر صبح اٹھ کر ان میں سے آدھے شعر قلم زد کر دئے۔ ان کے بعض مسودات ہم نے دیکھے ہیں اور ان کے حوصلے کی داد دی ہے۔

دو چار برس پیشتر، پنجاب یونیورسٹی نے روشن دین تنویر پر ایم اے کا مقالہ لکھنے کی منظوری دی۔ ہماری ایک احمدی بچی، عزیزہ صفیہ کلثوم سلبھانے یہ موضوع چنا۔ مگر وہ بھی بعد میں خدا معلوم کسی کے کہنے سننے پر اس موضوع سے دست بردار ہو گئی۔ ہمیں بہت دکھ ہوا۔ یہ کام ہو جاتا تو ادب میں ایک اچھا اضافہ ہوتا۔ کوئی بات نہیں کوئی اور صاحب دل یہ کام کر لے گا۔ یہ بات ہم اس لئے لکھ رہے ہیں کہ احمدی شعراء میں سے روشن دین تنویر کا مرتبہ اتنا بلند ہے کہ پنجاب یونیورسٹی ان پر مقالہ لکھنے کی منظوری دے دیتی ہے۔

تنویر صاحب کا اور ہمارا تعلق دوستی کا تھا۔ عمروں کا تفاوت کبھی اس دوستی میں حائل نہ ہوا۔ وہ بڑے بوڑھے اور ہم ان کے سامنے کل کے بچے۔ مگر آفرین ہے تنویر صاحب نے ادبی مسائل کے بارہ میں ہماری رائے کو ہمیشہ ہی وقعت دی۔ "الفضل" میں کبھی کبھی ہمارا کلام چھاپ بھی دیتے تھے اور اپنی مرضی سے کانٹ چھانٹ بھی کر دیتے تھے۔ ہم نے کبھی برا نہیں مانا۔ اس طرح ان کا یہ عالم تھا کہ اتنی پختہ کاری کے باوجود کسی بات پر کھٹک جاتے تو ہماری رائے طلب کرتے۔ اور مناسب سمجھتے تو مان بھی لیتے۔

تنویر صاحب کی اہلیہ کہیں جوانی میں ہی گزر گئی تھیں۔ ان کا ایک بیٹا تھا اور وہ بیچارہ ذہنی مریض تھا اور مینٹل ہسپتال میں تھا۔ تین بیٹیاں ہی سب کچھ تھیں۔ انہیں پالا پوسا، پڑھایا لکھایا۔ عفت حامی ٹیچر بنیں۔ عظمت ڈاکٹر بنیں۔ تیسری بیاہ کر ولایت چلی گئیں تو تنویر صاحب کو گھر بسانے کا خیال آیا۔ ایک روز ہمیں بلا کر بتایا کہ آج عصر کے وقت میرا نکاح ہے تم ضرور آنا۔ چنانچہ دارالرحمت غربی کی مسجد میں غالباً مولانا غلام رسول صاحب راجیکی نے نکاح کا اعلان فرمایا۔ نکاح کے بعد اپنی ہونے والی بیوی کے مکان پر تشریف لے گئے اور جا دروازہ کھٹکھٹایا کہ "چلئے نکاح تو ہو گیا"۔ وہ نیک بی بی برقعہ پہن کر ساتھ ہو لیں۔ اللہ نے ایک بٹی اور دی فرحت تنویر! لندن میں ہے۔ دو تین برس پہلے ہم لندن گئے تو فرحت سے فون پر رابطہ کرنے کی کوشش کی مگر افسوس رابطہ نہ ہو سکا۔ اللہ خوش رکھے۔ سعادت مند بچی ہے۔

تنویر صاحب عین عید قربان کے دن اس دنیا سے رخصت ہوئے۔ آپ نے کیا حسب حال شعر مرنے سے کئی برس پیشتر کہہ رکھا تھا۔

عید قرباں ہے مگر عید کا سامان کہاں!
جان قربان کروں؟ تن میں مگر جان کہاں!

تنویر صاحب اپنے رنگ کے وضع دار آدمی تھے۔ ہم نے پندرہ بیس برس کی رفاقت کے دوران انہیں ایک یا دو بار شیروانی پہنے دیکھا اور وہ بھی اس شان سے کہ دوسرے کاج میں پہلا بٹن اور تیسرے کاج میں چوتھا بٹن اور ادھر ادھر سے بے نیاز چلے جا رہے ہیں۔ ایک روز ٹوپی بھی پہن رکھی تھی اور شیروانی بھی۔ ہم نے کہا خیر تو ہے؟ کہنے لگے حضرت صاحب سے مل کر آ رہا ہوں۔ ایک شعر ہو گیا ہے سنو۔

مست ہیں جو بادہ پندار میں
لڑکھڑاتے ہیں تیرے دربار میں

ربوہ کے ایک شاعر واقعی ناقدری کا شکار رہے اور وہ تھے مولانا محمد صدیق صاحب امرتسری۔ اللہ نے انہیں ذوق سلیم سے نوازا تھا۔ ان کے شعروں میں برجستگی ہوتی تھی۔ زبان بھی صاف ستھری مگر ان کا میدان محدود تھا۔ صرف دینی شعر

باقی صـ ۱۲ پر دیکھئے

مسلم ٹائیگرز احمدیہ ہاکی کلب کا تعارف

(رپورٹ ہدایت زمانی)

مسلم ٹائیگرز احمدیہ ہاکی کلب جماعت احمدیہ کی ایک معروف سپورٹس ٹیم ہے۔ جس نے خدا تعالیٰ کے فضل سے نہ صرف انگلستان میں کئی ایک اہم میچ جیت کر اپنی دھاک بٹھادی ہے بلکہ بلجیم، جرمنی، ہنگری سویڈن، ناروے اور روس کی آزاد شدہ ریاست تاتارستان میں بھی جاکر متعدد میچ کھیلے اور یہ ٹیم جہاں بھی گئی اپنے ساتھ احمدیہ روایات کو لے گئی جس کی وجہ سے ہر جگہ لوگ ان کے اعلیٰ اخلاق سے بہت متاثر ہوئے۔

مسلم ٹائیگرز احمدیہ ہاکی ٹیم نوجوانوں اور منجھے ہوئے کھلاڑیوں پر مشتمل ہے جو انفرادی طور پر انگلستان کی مختلف ہاکی ٹیموں میں کھیلتے ہیں اور جب کبھی ٹورنامنٹ وغیرہ ہوتے ہیں ان احمدی کھلاڑیوں کو اکٹھا کر کے مسلم ٹائیگرز احمدیہ کی تشکیل کی جاتی ہے۔

ٹیم میں ایک نامور کھلاڑی محمود بھٹی ہیں جنہیں بہترین کھیل کی وجہ سے برطانیہ کی قومی ٹیم کے لئے چنا گیا ہے۔

اس سے پہلے بھی برطانیہ کی نیشنل ٹیم میں ہمارے ایک احمدی کھلاڑی شیخ محمود احمد تھے جنہوں نے ۱۹۷۶ء اور ۱۹۸۰ء کی اولمپک کھیلوں میں حصہ لیا تھا۔ ایک اور کھلاڑی شاہد خان ہیں جو مسلم ٹائیگرز احمدیہ کے لئے باقاعدہ کھیلتے ہیں۔ یہ انگلستان کی ایک چوٹی کی ہاکی ٹیم "بلیک ہیتھ" کے کپتان ہیں اور کئی سالوں سے اپنی ٹیم کی سرکردگی کرتے چلے آرہے ہیں۔ ان کو ایک مرتبہ انگلستان کی نیشنل ان ڈور ٹیم کی کپتانی کا بھی موقعہ ملا تھا۔

مسلم ٹائیگرز احمدیہ ہاکی ٹیم کے کپتان ارشد احمدی ہیں۔ یہ بھی ایک منجھے ہوئے کھلاڑی ہیں اور انگلستان کی ۲۱ سال سے کم عمر کے کھلاڑیوں کی ٹیم میں کھیلتے رہے ہیں اور متعدد گول کرنے کی وجہ سے بہت معروف ہیں۔

ایک اور کھلاڑی ڈاکٹر صبور غوری ہیں۔ یہ بھی انگلستان کی ۲۱ سال سے کم عمر کھلاڑیوں کی ٹیم کے ممبر رہے ہیں۔ ان کو یہ اعزاز بھی ملا ہے کہ یہ آکسفورڈ اور کیمبرج کی یونیورسٹیوں میں کھیلتے رہے ہیں۔

ایک ممبر نوید بھٹی ہیں جو کینیا (مشرقی افریقہ) کی ۲۱ سال سے کم عمر کھلاڑیوں کی ٹیم کے رکن تھے۔

آپ کو شائد اس بات پر تعجب ہو کہ اس ٹیم کا نام مسلم ٹائیگرز احمدیہ (ایم ٹی اے) کیسے رکھا گیا۔ اس کی تفصیل یوں ہے کہ ہاکی ٹیم کے ممبران کی انتہائی خواہش تھی کہ ہاکی کلب کا نام حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے نام پر "طاہر ہاکی کلب" ہونا چاہئے مگر حضور نے اس نام کی اجازت نہ دی اور فرمایا کہ میں آپ کو اپنا نام استعمال کرنے کی اجازت تو نہیں دیتا مگر چونکہ آپ کی انتہائی خواہش ہے کہ میرا نام استعمال کیا جائے اس لئے آپ کو اپنے نام کے Initials استعمال کرنے کی اجازت دیتا ہوں۔ اس طرح "مرزا طاہر احمد" کے تینوں لفظوں کے پہلے حروف لے کر نام "ایم ٹی اے" بنا۔ حضور ایدہ اللہ نے کلب کا نام "مسلم ٹائیگرز احمدیہ" تجویز فرمایا جو کلب کے ہر ممبر کو بہت پسند آیا۔

مسلم ٹائیگرز احمدیہ ہاکی کلب کی کارگذاری کی مختصر روئداد درج ذیل ہے:۔

۱۹۸۹ء میں صد سالہ جوبلی کے موقع پر ٹورنامنٹ کا انعقاد کیا گیا جس میں بارہ ٹیموں نے حصہ لیا۔ فائنل میچ دیکھنے کے لئے حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بھی اپنی بے شمار مصروفیتوں کے باوجود بنفس نفیس تشریف لائے۔ ٹورنامنٹ کے اختتام پر ایک بڑی دعوت کا انتظام کیا گیا۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ٹیم کی کارکردگی کو سراہا جس سے ٹیم کے ہر ممبر کا حوصلہ بلند ہو گیا۔ اور اس کے بعد کھیل کے میدان میں خدا تعالیٰ کے فضل و کرم کے ساتھ مسلم ٹائیگرز احمدیہ کو کامیابی پر کامیابی حاصل ہوتی گئی۔

مارچ ۱۹۹۰ء میں مسلم ٹائیگرز نے جلنگھم کپ جیت لیا اور پھر اس کے بعد ہر سال جیتتی رہی ہے۔ اپریل ۱۹۹۰ء میں ٹیم نے آذربائیجان کی ہاکی ٹیم سے میچ کھیلا مگر ہار گئے۔ مسلم ٹائیگرز نے ناصر مسجد جلنگھم میں مخالف ٹیم کو عشائیہ دیا اور ہر کھلاڑی کو قرآن مجید کا روسی ترجمہ تحفہ کے طور پر پیش کیا۔

۱۹۹۰ء میں ہی حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد پر یورپ کا دورہ کیا گیا اور بلجیم، ہالینڈ اور جرمنی میں یکے بعد دیگرے سات میچ کھیلے جن میں سے چار میچ جیت لئے مگر تین ہار گئے۔ ان میچوں میں مخالف ٹیموں نے مسلم ٹائیگرز احمدیہ کو ۲۶ گول کئے جبکہ ٹائیگرز نے کل ۲۹ گول کئے جن میں سے ۱۶ گول صرف ہمارے نامور کھلاڑی محمود بھٹی نے کئے۔

جرمنی کے دونوں حصوں یعنی مشرقی اور مغربی جرمنی میں میچ کھیلے گئے اور ہر جگہ مخالف کھلاڑیوں کو فرداً فرداً قرآن مجید مع جرمن ترجمہ پیش کیا گیا۔

یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ مغربی برلن کی ایک چوٹی کی ٹیم "ویسپن" کے ساتھ میچ کے دوران ان کا مینیجر ٹائیگرز کے کھلاڑیوں کی کارکردگی سے اس قدر متاثر ہوا کہ اس نے ہمارے جرمنی میں رہائش رکھنے والے ایک کھلاڑی انور بھٹی کو اپنی ٹیم میں شامل ہونے کی دعوت دی اور اب انور بھٹی ویسپن ٹیم میں باقاعدہ کھیل رہے ہیں۔

مسلم ٹائیگرز احمدیہ ہاکی کلب کے مینیجر ڈاکٹر فرید احمد بیان کرتے ہیں کہ اس دورہ میں نہ صرف حضور اقدس کی دعائیں ان کے شامل حال رہیں بلکہ حضور انور نے ازراہ نوازش و شفقت ٹیم کے تمام ممبران کے لئے ہومیو پیتھک دوائیاں تجویز فرمائیں تاکہ ٹیم کے ممبران چست و چوبند رہیں اور اچھے کھیل کا مظاہرہ کرسکیں۔ اس دورہ میں مسلم ٹائیگرز احمدیہ کی کامیابیوں کو ان ممالک کا پریس بھی نظر انداز نہ کر سکا۔ انگلستان میں تو ہر میچ کو رپورٹ انگلستان کے اخباروں کی زینت بنتی ہے۔ ہالینڈ میں بھی ان میچوں پر دلچسپ تبصرے شائع ہوئے۔ ہالینڈ کے نن سپٹ ریڈیو نے تو کلب کے بارہ میں ایک گھنٹے کا پروگرام نشر کیا۔

۱۹۹۱ء میں مسلم ٹائیگرز احمدیہ نے جرمنی اور ہنگری کا دورہ کیا اور پانچ میچ کھیلے گئے۔ جن میں سے دو میچ جیتے گئے۔ ایک ہار پر منتج ہوا اور دو برابر رہے۔ ہنگری کے ٹی وی نے میچ کے دلچسپ حصے شام کو خبروں کے دوران دکھائے اور "بوڈاپسٹ کوریر" نے جو ملک کا قومی اخبار ہے اور جس کی اشاعت دس لاکھ سے زائد ہے اپنی ۱۵ اکتوبر ۱۹۹۱ء کی اشاعت میں کھیلوں کے سیکشن میں میچ کی مفصل رپورٹ شائع کی اور اس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور جماعت احمدیہ کا تذکرہ کیا۔ مضمون نگار نے یہ بھی لکھا کہ اسلامی اخلاق و تعلیمات نے لوگوں کو بہت متاثر کیا ہے۔

۱۹۹۲ء میں مسلم ٹائیگرز احمدیہ ہاکی کلب نے سویڈن اور ناروے کا دورہ کیا اور پانچ میچ کھیلے گئے۔ اس دورہ میں ٹیم کو خاطر خواہ کامیابی نہ ہوئی اور مسلم ٹائیگرز چار میچ ہار کر آئے۔ اس طرح ٹیم کے ممبران کو یہ سبق بھی ملا کہ ہار جیت تو کھیل میں ہوا ہی کرتی ہے۔ اصل مقصد جیتنا نہیں ہونا چاہئے بلکہ اصولوں کی پابندی اور لوگوں کو اسلامی اخلاق و تعلیمات کا گرویدہ بنانا ہے۔ تاہم لندن واپس پہنچ کر انہیں لندن ٹورنامنٹ میں حصہ لینا پڑا اور خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ ٹورنامنٹ جیت لیا۔ اس طرح کھلاڑیوں کا اعتماد واپس آگیا۔

۱۹۹۳ء کا سال ہر لحاظ سے ٹیم کی کامیابی کا سال تھا۔ مسلم ٹائیگرز نے وے متھ انگلستان میں ان ڈور ہاکی ٹورنامنٹ جیتا۔ اس طرح ملٹن کینز انگلستان کے ٹورنامنٹ میں بھی جیت مسلم ٹائیگرز کی رہی۔

۱۹۹۳ء میں ہی مسلم ٹائیگرز احمدیہ ہاکی ٹیم نے روس کی ریاست تاتارستان کا دورہ کیا۔ وہاں تین میچ کھیلے گئے جن میں سے دو میچوں میں ہار ہو گئی اور ایک میچ جیتا گیا۔ اس ملک میں بھی اخباروں میں ٹیم کا خوب چرچا ہوا اور ساتھ احمدیت کا تعارف بھی ہوا۔ تاتارستان کے لوگوں نے ٹیم کا بہت عمدہ استقبال کیا۔ ٹیم نے بھی اپنے دورہ کے دوران کازان کے لوکل نرسری سکول کا معائنہ کیا اور بچوں میں مٹھائی تقسیم کی۔ اس طرح دانتوں کے ہسپتال کو جدید ترین اوزار تحفہ کے طور پر دئے۔ نیز ٹیم کی طرف سے تاتاری ٹیم اور اعلیٰ افسروں،

بقیہ صـ ۱۲ پر

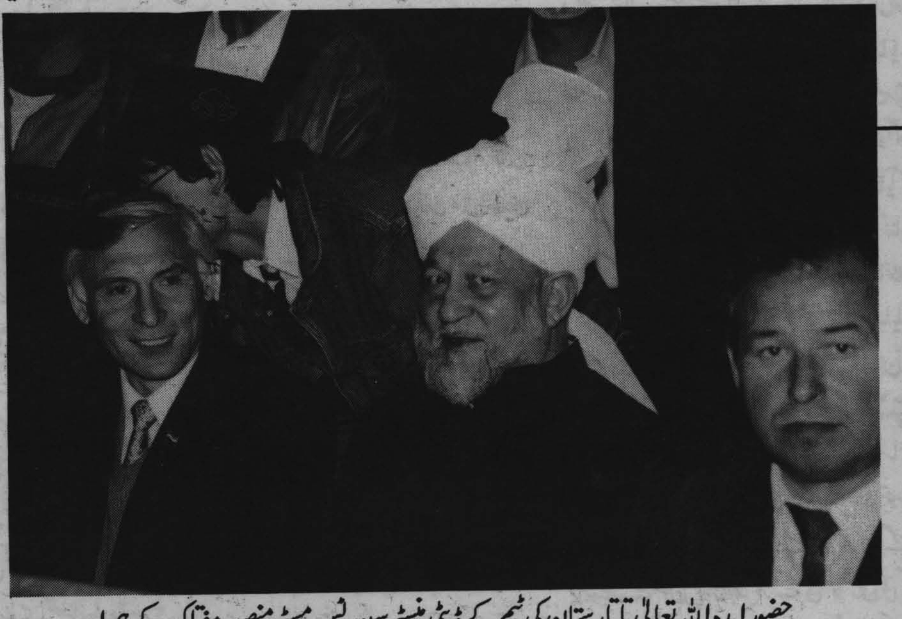

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ تاتارستان کی ٹیم کے ڈپٹی منسٹر سپورٹس مسٹر منصور مفتاکوو کے ہمراہ

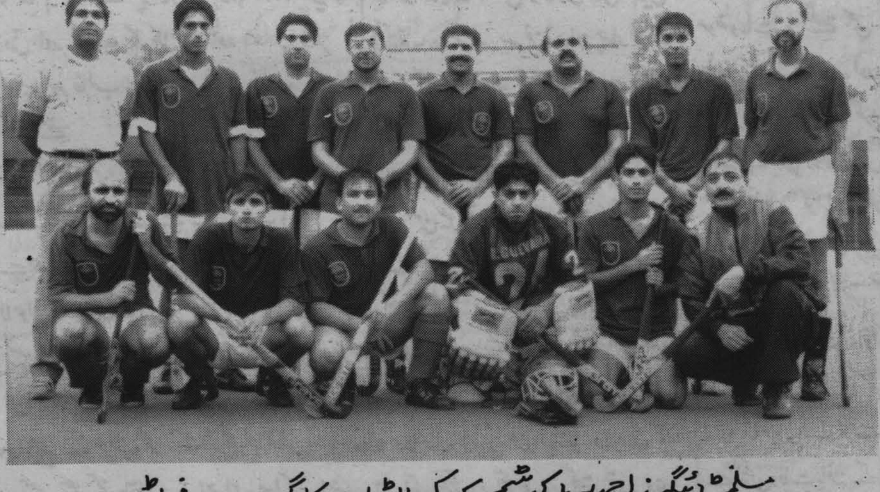

مسلم ٹائیگرز احمدیہ ہاکی ٹیم کے کھلاڑیوں کا گروپ فوٹو

خطبہ جمعہ فرمودہ ۷ جنوری ۱۹۹۴ء بمقام مسجد فضل لندن

تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مندرجہ ذیل آیات قرآنیہ کی تلاوت فرمائی:

اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ
وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿۱۹۱﴾
الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ
وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا
خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۹۲﴾

(آل عمران آیات ۱۹۱-۱۹۲)

انٹرنیشنل احمدیہ مسلم ٹیلی ویژن کا آغاز

الحمدللہ کہ آج وہ جمعہ کا دن آیا جس کی بہت دیر سے دل میں تمنا تھی اور ایک مدت سے انتظار تھا کہ آج خدا کے فضل کے ساتھ انٹرنیشنل احمدیہ مسلم ٹیلی ویژن کا باقاعدہ آغاز ہورہا ہے۔ وہ جو جمعہ کا خطبہ پہلے ہر جمعہ سنایا جاتا تھا وہ اگرچہ اسی ٹیلی ویژن کے ذریعے تھا لیکن یہ سروس روزمرہ کے طور پر ابھی جاری نہیں ہوئی تھی۔ الحمدللہ کہ جو خوشخبری میں نے ماریشس کی سرزمین سے دی تھی آج انگلستان کی سرزمین سے یہ اعلان کرنے کی توفیق مل رہی ہے آج سے باقاعدہ مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کی روزانہ سروس کا آغاز ہوچکا ہے۔ یورپ میں ساڑھے تین گھنٹے یا تین گھنٹے روزانہ اور باقی ایشیا اور افریقہ وغیرہ میں روزانہ بارہ گھنٹے کا پروگرام چلا کرے گا۔ شروع میں یہ پروگرام تجرباتی ہیں یعنی پروگرام تو مستقل ہیں لیکن تجرباتی ان معنوں میں کہ ہماری تمام ٹیمیں نو آموز ہیں۔ انہیں اس کام کی باقاعدہ کوئی تربیت نہیں دی گئی اور جو بے شمار روپے کی ضرورت پیش آتی ہے وہ ہمارے پاس نہیں ہے۔ اخلاص کی دولت ہے، دعاؤں کی مدد سے اس اخلاص کو عمل میں ڈھالتے ہیں۔ اور جو کچھ بھی اس کے نتیجہ میں پیدا ہوگا، مجھے امید ہے کہ بابرکت ہوگا اور جماعت کی تربیت ہی کے لئے نہیں بلکہ سب دنیا کے لئے بھی ٹیلی ویژن کے ذریعے تربیت کے ایک نئے دور کا آغاز ہوجائے گا۔ کہیں دنیا میں ٹیلی ویژن کو ان اعلیٰ مقاصد کے لئے استعمال نہیں کیا گیا جن اعلیٰ مقاصد کے لئے اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کو ایک ٹیلی ویژن کے نئے دور کے آغاز کی توفیق مل رہی ہے۔

مختلف جماعتوں کو لکھا گیا تھا اور پیغامات برقی بھی ٹیلیفون کے ذریعے بھی بھجوائے گئے کہ جلد از جلد اپنے پروگرام بنا کر بھجوائیں کیونکہ سب دنیا کے مختلف خطوں کی مختلف ضروریات ہیں۔ مختلف زبانوں کی مختلف ضروریات ہیں اور یہاں بیٹھے ان سب کی ضروریات کا اندازہ لگا کر پھر ان کی زبانوں میں ان کے پیغامات دینا ممکن نہیں ہے۔ جس حد تک آپ کا ملک بیدار ہوگا جماعتی لحاظ سے اس حد تک اس ملک کے فائدے کے انتظامات ہوں گے تو اسی لئے اگر کوئی سستی کریں گے تو آپ کا نقصان ہے، عالمگیر نقصان ہے بھی لیکن خصوصیت سے آپ کا نقصان ہے۔

اس ضمن میں سب سے خوشی کی بات یہ ہے کہ بنگلہ دیش نے ساری جماعتوں پہ اس معاملے میں سبقت حاصل کرلی ہے اور پہلا پروگرام جو ہمیں پہنچا ہے بنگلہ زبان میں ہے اور جماعت احمدیہ بنگلہ دیش کی طرف سے ہے۔ کئی ویڈیوز انہوں نے بڑی جلدی میں مگر عمدگی سے تیار کی ہیں رفتہ رفتہ انشاء اللہ جوں جوں تجربہ بڑھتا جائے گا خدا کے فضل کے ساتھ پروگرام زیادہ دیدہ زیب ہوتے چلے جائیں گے اور خوبصورت ہوتے چلے جائیں گے۔

جہاں تک مستقل نوعیت کے تعلیمی و تربیتی پروگراموں کا تعلق ہے۔ ان پر بھی کام ہورہا ہے لیکن کچھ وقت لگے گا جونہی اتنے پروگرام تیار ہوگئے کہ یہ امکان ہوا کہ سلسلہ ٹوٹے بغیر ہم ان کو جاری رکھ سکیں گے تو ہم انشاء اللہ ان کو شروع کردیں گے۔ زبانوں پر بھی بڑے زور سے کام ہورہا ہے۔ علاقائی حالات پر ان کے خوبصورت مقامات اور جانوروں اور پرندوں وغیرہ کے اوپر اس قسم کے سبھی کام شروع ہوچکے ہیں۔ انگلستان غالباً اس معاملے میں سب سے آگے ہے۔ رفیق حیات صاحب کی ٹیم ماشاء اللہ دن رات بڑی محنت سے کام کررہی ہے۔ سارے دنیا کے پروگراموں کو ترتیب دینے میں اس پہلو سے جماعت یو۔ کے کو اللہ تعالیٰ نے یہ فضیلت بخشی ہے اور سبقت عطا فرمائی ہے کہ ان سب کاموں کا سب سے بڑا بوجھ جماعت یو کے نے اٹھایا ہے۔ کل جب یہاں ہماری وین آئی جس کے ذریعے ہم براہ راست دنیا میں کسی جگہ سے بھی خود اپنے پروگرام اٹھا کر سیاروں تک پہنچا سکتے ہیں اور جب میں وہ وین دیکھنے کے لئے گیا تو بتایا گیا کہ یہاں یو کے کے خدمت کرنے والے بھی موجود ہیں، ان کو بھی دیکھیں۔ میں یہ دیکھ کر بہت خوش ہوا کہ لڑکوں کی ٹیمیں بھی اور لڑکیوں کی ٹیمیں بھی دن رات مگن ہیں اور بہت محنت سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ سلیقے کے ساتھ کاموں کو سنوار رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

سب سے پہلا بیرونی مبلغ جو دنیا میں بھجوایا گیا تھا وہ غالباً انگلستان تھا اور اس کے بعد ماریشس کی باری آتی ہے تو ان دو باتوں میں بھی ماریشس اور انگلستان کا تعلق قائم ہوا ہے۔ ماریشس اگرچہ اعلان میں پہلے ہے لیکن کام کو ترتیب دینے اور سب سے نمایاں حصہ لینے میں لازماً یو۔ کے دنیا میں سب سے پہلا ہے۔ یہ دونوں اعزاز ان دونوں جماعتوں کو اللہ تعالیٰ بہت بہت مبارک فرمائے۔

اب میں چند کلمات میں ماریشس کی جماعت کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ اس دورے کے عرصے میں ہم نے ان کو بہت مخلص اور محنتی اور فدائی پایا اور بڑے وسیع تعلقات، بڑے وسیع رابطے قائم ہوئے ہیں۔ شاید ہی کوئی ملک ایسا ہو جس کے تقریباً ہر بڑے چھوٹے مرد عورت بچے سے ملاقات ہوئی ہو اور انہوں نے دن رات اپنے اپنے حصے کے اوقات میں باری باری آ کے ملاقات کی ہو۔ کچھ جگہ ہمیں بھی جانا پڑا۔ مجھ پر جو عمومی تاثر ہے وہ یہ ہے کہ خدا کے فضل سے جماعت کے اندر اخلاص کا معیار بہت نمایاں ہے اور ہر طرف ہر جگہ ہے یعنی یہ نہیں کہ کوئی جماعت پیچھے ہے، کوئی آگے ہے۔ تمام جماعتوں میں، مردوں عورتوں اور بچوں میں خدا کے فضل سے سلسلے سے بہت محبت ہے اور اپنے بزرگ مربیوں کو بھی بڑے پیار اور محبت سے یاد رکھتے ہیں۔ اول سے آخر تک ان کی یادیں نسلاً بعد نسل منتقل کی جارہی ہیں اور یہ پہلو مجھے ان کا بہت ہی پیارا لگا کہ اپنے ان محسنین کو یاد رکھتے ہیں جن کے ذریعے خدا تعالیٰ نے ان کے مقدر جگائے اور خدا کے فضل سے ان کو احمدیت کی آغوش میں آنے کی توفیق ملی۔ باقی دنیا کی جماعتوں کو بھی یہ ضرور کرنا چاہئے۔ انگلستان کی جماعت کو بھی اپنے ابتدائی خدمت کرنے والوں کے ذکر کو زندہ رکھنا چاہئے اور جس طرح وہاں میں نے دیکھا ہے کہ ہر خاندان میں وہ ذکر چلتے ہیں اور کسی کا نام اگر اولین مبلغین میں سے کسی نے رکھا تھا تو وہ ضرور فخر سے بتاتا تھا کہ میرا نام حافظ جمال احمد صاحب نے رکھا۔ میرا نام فلاں نے رکھا اور اس طرح مجھے ان سے کچھ تعلیم حاصل کرنے کی توفیق ملی۔ یہ جو عام تذکرے ہیں یہ نیکیوں کو زندہ رکھنے میں مددگار بنتے ہیں۔ اسی لئے جہاں زندہ مبلغین کے ساتھ رابطہ ضروری ہے وہاں فوت شدہ مبلغین کے ذکر کو زندہ کرنا بھی ضروری ہے۔

أذكروا موتاكم بالخير

کو ضرور پیش نظر رکھیں اس میں بہت فائدے ہیں۔ باقی دنیا کی جماعتیں بھی ایسے پروگرام بنائیں کہ ابتدائی خدمت کرنے والے چاہے وہ سلسلے کے باقاعدہ مبلغ تھے یا انفرادی طور پر آ کر فیض پہنچانے والے تھے ان سب کے ذکر کو زندہ کریں اور اپنی جماعت میں ان کو عام کریں۔

جماعت ماریشس کا شکریہ

جماعت ماریشس کا میں تمام عالمگیر جماعتوں کی طرف سے بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ انہوں نے بہت محبت اور محنت کے ساتھ بڑے خلوص کے ساتھ پروگرام مرتب کئے اور بہت غیر معمولی محنت کی ہے اور پھر بھی تھکے نہیں۔ بڑی بشاشت کے ساتھ آخر وقت تک وہ غیر معمولی کوشش کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

مختلف اجتماعات کا ذکر

آج کے مبارک جمعہ میں جو مختلف اجتماعات ہو رہے ہیں جن کا ذکر کرنا ضروری ہے۔ اول جماعت احمدیہ سرگودھا شہر کا جلسہ سالانہ آج منعقد ہو رہا ہے۔ پھر تحصیل بھلوال کی جماعتوں کا جلسہ سالانہ بھی آج ہی منعقد ہو رہا ہے۔ لندن ریجن کی مجلس اطفال الاحمدیہ کا ایک روزہ اجتماع پرسوں منعقد ہو رہا ہے۔ بعض عرب جماعتوں کے انصار، خدام، لجنات اور ناصرات کے اجتماعات ۹ جنوری کو منعقد ہو رہے ہیں۔ جماعت احمدیہ ضلع میرپور خاص کا پانچواں جلسہ سالانہ ۱۳ جنوری کو منعقد ہو رہا ہے۔ انہوں نے بھی آج ہی ذکر کرنے کی درخواست کی ہے۔ ان سب کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ یہ سارے اجتماعات مبارک فرمائے اور اب جو بھی اچھے اجتماعات ہوں، اگر ممکن ہو تو ان کی ویڈیوز بھی محفوظ کرلینی چاہئیں۔ ماریشس کی ویڈیوز جو تھیں وہ اب یہاں آپ کو دکھائی گئی ہیں۔ باقی دنیا کو بھی دکھائی جارہی ہیں۔ اسی طرح یہ سارے اجتماعات جھلکیوں کے طور پر عالمی بن جائیں گے۔ دنیا میں جہاں بھی اجتماعات ہو رہے ہیں چھوٹی یا غریب جماعت ہو، بڑی یا مخلص جماعت ہو کوئی بھی ہو دنیا کے کسی خطے سے تعلق رکھتی ہو۔ اس کے اپنے کچھ رنگ ہیں۔ سب جماعتوں کی اپنی خوشبوئیں ہیں اور ان کی آوازیں بھی اپنا ایک خاص اخلاص اور پیار کا رنگ رکھتی ہیں۔ ان کی زبانیں بھی ایک کشش رکھتی ہیں۔ احمدیت کے گلدستے میں یہ سارے پھول اللہ نے سجادیئے ہیں اور خدا کرے یہ گلدستہ بڑھتا چلا جائے۔ ان پھولوں کی خوشبوؤں اور رنگوں کو ہم ان عالمی پروگرام کے ذریعے سب دنیا تک پہنچاتے رہیں۔ اس سے ایک بین الاقوامی اخوت کی فضا پیدا ہوگی اور مضبوط تر ہوتی چلی جائے گی۔ رابطے مضبوط تر ہوتے چلے جائیں گے اور ساری دنیا کی جماعتوں کو احساس ہوگا کہ ہم کیا ہیں۔ کتنی وسیع عالمگیر جماعت سے ہمارا تعلق ہے۔ اور ہمیشہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ الہام یاد آرہا ہے گا کہ

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"

میں اس میں ہمیشہ "میں" کے لفظ پر زور دیتا ہوں۔ عام طور پر جب پڑھنے والے پڑھتے ہیں تو میں "تیری" تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا یا "کناروں" پہ زور دیتے ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس میں "میں" پر زور ہے کہ دنیا سے کیا ہونا ہے، میں پہنچاؤں گا۔ دنیا تو مخالفت پر زور مارے گی اور تیرے ماننے والوں میں بھی اتنی توفیق کہاں ہے کہ وہ خود اپنی طاقت سے اس پیغام کو دنیا تک پہنچاسکیں۔ میں ہوں جو پہنچاؤں گا اور آج دنیا میں ہم انٹرنیشنل ٹیلی ویژن کے ذریعے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیغام کو پہنچا رہے ہیں۔ یہ اللہ ہے جو پہنچا رہا ہے، اس میں ہماری کوششوں کا اگر دخل ہے تو محض یہ کہ ہم بہانہ بنائے گئے ہیں ورنہ حقیقت میں یہ سارے بڑے کاروبار اور بندوبست ہمارے بس کی بات نہیں تھی اور نہیں ہے اگر اللہ کا فضل اٹھ جائے تو سارے پروگرام بے کار اور بے معنی اور بے حقیقت ہو کے رہ جائیں گے۔ ہمیں ان بارہ گھنٹوں کو خوبصورتی سے مفید چیزوں سے بھرنے کی توفیق ہی نہیں ملے گی کیونکہ بہت بڑا کام ہے۔ اللہ کا فضل ہی ہے جو ساتھ ساتھ نازل ہوتا رہے، مسلسل ساتھ دے اور اسی کی رحمتوں کے سائے تلے یہ پروگرام آگے بڑھیں۔

الفضل انٹرنیشنل کا اجراء

آج کا مبارک جمعہ وہ جمعہ بھی ہے جس میں پہلی مرتبہ باقاعدہ "الفضل انٹرنیشنل" کا اجراء ہوچکا ہے اور چودھری رشید احمد صاحب اور ان کے ساتھیوں نے ماشاء اللہ بڑی محنت سے ایک بہت خوبصورت پیش کش کی ہے جو ہر ہفتے انشاء اللہ سب دنیا کی جماعتوں کو پہنچتی رہے گی اور اس سلسلے میں اگرچہ شروع میں قیمت پچاس پنس رکھی گئی ہے لیکن یہ غریب ملکوں کے لئے زیادہ ہے اور یہاں بھی اگر نسبتاً کم پہ مہیا ہوسکے تو بہت بہتر ہے۔ اس کے لئے ہم نے ایک الگ ٹیم بنائی ہے جو اشتہارات اکٹھے کرے گی۔ اس ٹیم میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھے قابل تجربہ کار یا ویسے جوش رکھنے والے نوجوان ہیں اور میں امید رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس ٹیم کے ذریعے جوں جوں ہماری آمد بڑھے گی۔ ہم ایک وقت ایسا آئے گا کہ چندے کو کم کرنا شروع کر دیں گے اور کوشش کریں گے کہ جیسا کہ ہمیشہ سے دستور رہا ہے اصل "الفضل" کبھی بھی منافع کمانے کا ذریعہ نہیں بنا بلکہ کوشش یہی رہی ہے کہ اپنے پاؤں پر کھڑا ہوجائے تو الفضل بھی اور "ریویو" بھی اگر اپنے پاؤں پر کھڑے ہوجائیں تو ہم پر یہ اللہ کا بہت بڑا احسان ہے اور نعمت ہے اور اس پہلو سے انشاء اللہ خریداروں پر بوجھ کم کرنے کی کوشش کی جاتی رہے گی۔

"ریویو" کے متعلق ایک ہفتے کی تاخیر کا مجھے بتایا گیا ہے۔ بعض فنی مشکلات کی وجہ سے اس کے چھپوانے میں دیر ہو رہی ہے، اس لئے آج کی بجائے وہ اگلے ہفتہ انشاء اللہ شائع ہوگا لیکن وہ چونکہ ماہانہ رسالہ ہے اس لئے چند دن یا ہفتوں کی تاخیر سے کوئی خاص فرق نہیں پڑے گا۔ آئندہ کے لئے ان کا خیال ہے اور امید ہے کہ باقاعدہ ہر مہینے کے آغاز میں وہ "ریویو" شائع کر دیا کریں گے۔ مضامین اگلے ریویو کے لئے بھی تیار ہیں اور اسکو چھپوانے کی تیاری بھی شروع ہوچکی ہے۔ امید رکھتا ہوں کہ آئندہ انشاء اللہ یہ سلسلہ جاری رہے گا لیکن مجھے "ریویو" کے متعلق جو فکر ہے وہ اس کی اشاعت کی ہے۔ دس ہزار کی تعداد میں ہم نے شائع تو کر دیا یعنی ہو رہا ہے۔ سوال یہ ہے کہ وہ احمدی جو انگریزی دان ہیں اور اس سے استفادہ کرسکتے ہیں، ان کے علاوہ غیروں تک پہنچانے کا کیا انتظام ہوگا۔ اس سلسلے میں سب دنیا میں ایسے دانشور صاحب اثر مخلصین خواہ وہ کسی مذہب سے تعلق رکھتے ہوں لیکن مخلص ان معنوں میں کہ دل کے سچے ہوں ایسے لوگوں کی تلاش ہونی چاہئے۔ یہ جو مخلص کا لفظ میں نے استعمال کیا ہے یہ ہر انسان پر برابر صادق آتا ہے خواہ وہ دنیا کے کسی حصے سے تعلق رکھتا ہو۔ کسی مذہب سے تعلق رکھتا ہو اگر وہ اپنے قول کا سچا ہے تو دیکھنے میں فوراً پتہ چل جاتا ہے کہ کس مزاج کا، کس سرشت کا انسان ہے۔ مخلصین ہی ہیں جن کا ذکر قرآن کریم میں متقین کے طور پر آغاز میں کیا ہے کہ

هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝

یہ وہ لوگ ہیں جو دل میں ایک قسم کا خدا کا خوف رکھتے ہیں یعنی سچے لوگ ہیں ان کو ضرور ہدایت ملتی ہے چونکہ "ریویو" کو سب دنیا کی ہدایت کے لئے جاری کیا جارہا ہے اس لئے پہلے بھی میں نے بارہا تاکید کی کہ محض زیادہ پتے اکٹھے کرنے کے مقابلے نہ کریں کہ جرمنی دو ہزار دے دے اور بنگلہ دیش تین ہزار بھیج دے کہ جی ہم نے زیادہ پتے اکٹھے کرلئے ہیں۔ پتے اکٹھے کرنا تو ہر ایرے غیرے کے قبضے میں ہے کوئی ڈائریکٹری اٹھالے اور جتنے مرضی پتے اکٹھے کرلے۔ ہمیں ایسے اندھے پتوں کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمیں ضرورت ہے ایسے انسانوں کے پتوں کی جو صاحب علم بھی ہوں۔ اپنی زندگی کے دائرے میں ایک مقام رکھتے ہوں۔ ان کی آواز دوسروں تک پہنچ سکے اور عموماً جن کے متعلق یہ خیال ہو کہ وہ اچھے مزاج کے لوگ ہیں۔ شریف النفس لوگ ہیں۔ قول کے سچے ہیں۔ ان تک اگر "ریویو" پہنچا تو میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ کے فضل کے ساتھ ایک دو سال کے اندر "ریویو" کے ذریعے ہی بہت ہی بالا طبقے سے تعلق رکھنے والی ہزارہا بیعتیں آنی شروع ہوجائیں گی اور پھر ان کے ذریعے سے یہ روشنی اور بھی پھیلے گی۔ آپ سب سے پہلے تو پتہ جات حاصل کرنے میں جلدی کریں لیکن جس طرح میں نے بتایا ہے اس طرح حاصل کریں۔ پھر ساتھ ہی اس کے بجٹ کی طرف بھی توجہ کریں جن جن جماعتوں میں لوگ اپنے طور پر "ریویو" لگواسکتے ہیں وہ کوشش کریں اور ہمیں لکھ دیں کہ ہم اتنے "ریویو" کا چندہ ضرور دیں گے لیکن ہمیں ضرورت زیادہ ہے۔ ہم انشاء اللہ زائد ضرورت پوری کریں گے اور جو چندہ ان کی طرف سے ملے گا وہ شکریہ کے ساتھ قبول کریں گے۔ اس طرح انشاء اللہ تعالیٰ "ریویو" کو بھی مفید اور وسیع دائرے پر اثر رکھنے والا رسالہ بنائیں گے۔

اشتہارات کا سلسلہ

جہاں تک ٹیلی ویژن کا تعلق ہے اس کے لئے ابھی تک اشتہارات آنے کا سلسلہ شروع نہیں ہوا اور میں سمجھتا ہوں کہ تمام ملک اپنے طور پر جائزہ لیں انٹرنیشنل احمدیہ ٹیلی ویژن کو لوگوں سے پہلے واقف کروانا ہے۔ بہت بڑے بڑے کاروبار والے لوگ ہیں اگر ان کو یہ پتہ ہو کہ ایک انٹرنیشنل ٹیلی ویژن ہے جس کو بڑے انہماک سے مختلف دنیا کے ملکوں میں دیکھا جاتا ہے تو پورے تعارف اور اچھے تعارف کے نتیجے میں کئی ایسے کاروباری ادارے ہیں جو اشتہار دے سکتے ہیں۔ کئی ایسے ادارے ہیں جو زیادہ وقت خریدنا چاہیں گے مثلاً اشتہار دینے کی بجائے وہ گھنٹہ دو گھنٹے روزانہ خریدنا چاہیں گے پھر وہ جس طرح چاہیں اسے استعمال کریں۔ دنیا کے ٹیلی ویژن کی اخلاقی حالت پر ہمارا تو کوئی اختیار نہیں ہے مگر ہم پھر احمدیہ ٹیلی ویژن کے نام پر نہیں بلکہ اپنا کچھ زائد وقت ان کو بیچ دیں گے اس ضمن میں ہمارے پاس مزید گنجائش بھی ہے اور ہم اور بھی وقت خرید سکتے ہیں تو ان سے جو فائدہ پہنچے گا وہ ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس روپے کو دنیا کی اخلاقی حالت کو بہتر بنانے کے لئے استعمال کریں گے۔ ٹیلی ویژن کی جو ٹیم جسوال برادران کی ہمارے پاس کام کر رہی ہے

وہ بے حد محنت کر رہے ہیں جو کچھ ان کا ہے سب ڈال بیٹھے ہیں۔ مزید طاقت نہیں رہی جو پیش کر سکیں اور وہاں ماریشس میں بھی ماشاء اللہ غیر معمولی ہمت اور محنت اور اخلاص سے انہوں نے پروگرام تیار کئے مگر کام بڑھ چکا ہے ان کے بس میں نہیں رہا۔ اپنا مرکزی کردار تو انشاء اللہ یہی سنبھالے رکھیں گے لیکن ارد گرد کے معّویدین اور مدد کرنے والوں کی ضرورت ہے وہ بہت زیادہ پھیل رہی ہے جس طرح انگلستان کی جماعت نے لبیک کہا ہے میں امید رکھتا ہوں کہ باقی دنیا کی جماعتیں بھی اس طرح "سافٹ پروگرامنگ" کے سلسلے میں یعنی ٹیلی ویژن پر دکھائے جانے والے مختلف نوعیت کے اچھے پروگرام بنانے کے سلسلے میں اپنی اپنی کوششیں بڑھائیں گے اور زیادہ سے زیادہ قابل لوگوں کو ٹیموں کی صورت میں ان کاموں میں منہمک کریں گے۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام

ذکر الٰہی کے سلسلے میں میں نے گذشتہ سے پیوستہ خطبہ میں جو ذکر کیا تھا کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہر موقع اور محل کی مناسبت سے ذکر فرمایا کرتے تھے اور ذہن ایسے حیرت انگیز طریق پر اتنی باریکی سے مضامین کی تہہ میں اترتا تھا کہ عام حدیث کو پڑھنے والا انسان سوچ بھی نہیں سکتا کہ اس میں کیا کیا فلسفے کیا کیا حکمت کی باتیں پوشیدہ ہیں اور موقع سے کیا تعلق ہے عموماً لوگ سرسری طور پر حدیث پڑھ کے آگے گذر جاتے ہیں حالانکہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہ وسلم کا کلام کلام الٰہی کے بعد سب سے زیادہ گہرائی رکھتا ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ چلنے کی کوشش کرتا ہے اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کے مضمون کو میں بیان کر بھی دوں تو یہ ذکر مکمل نہیں ہو سکتا میری نصیحت جماعت کو یہ ہے کہ حضور اکرمؐ کے ذکر کو غور سے پڑھ کر اس میں ڈوب کر اس کی گہرائی سے نئے نئے موتی تلاش کیا کریں اور اپنے ماحول میں پھر اس ذکر کو چلایا کریں۔ اب مثلاً کھانے کے متعلق میں نے بیان کیا تھا، کھانا اٹھایا جا رہا ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا ذکر فرماتے ہیں۔ وہ زبانی تو بتایا تھا۔ حدیث غالباً میں نے نہیں پڑھی تھی۔ وہ حدیث ترمذی ابواب الدعوات سے لی گئی ہے۔

حدثنا محمد بن بشار أخبر يحي
ابن سعيد أخبرنا ثور ابن سعيد
أخبرنا ثور بن يزرد أخبرنا خالد
بن معدان عن أبي أمامة قال: «كان
رسول الله ﷺ إذا رُفعت المائدة من
ين يديه يقول الحمد لله حمدًا
كثيرا طيبا مباركا فيه غير مودع
ولا مستغنى عنه ربنا.» هذا حديث
حسن صحيح.

یہ الفاظ اب اردو میں پڑھتا ہوں۔ حضرت ابی عمامہؓ سے روایت ہے یعنی آخری روایت حضرت ابی عمامہؓ کی طرف سے ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے سے دسترخوان اٹھایا جاتا تو یہ دعا کرتے "تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں۔ بہت زیادہ تعریفیں۔ بہت زیادہ پاکیزہ اور برکت والی۔ تجھے ترک نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی تجھ سے بے نیاز ہو سکتے ہیں" کیونکہ رزق کے تعلق میں ایک بے نیازی کے ہونے کا مضمون بھی ہے۔ وقتی طور پر کھانا اٹھایا جا سکتا ہے مگر مستقل بے نیاز نہیں ہو سکتے لیکن اللہ سے نہ عارضی بے نیازی ہے نہ مستقل بے نیازی ہے کیونکہ روحانی زندگی کی یہ ساری طاقت اللہ سے وابستہ ہے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر موقع اور محل کی مناسبت سے ایسا ذکر فرماتے تھے جس میں خود حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے عظیم دلائل پوشیدہ ہیں۔ اب کسی ایسے شخص کو جس نے اپنی طرف سے افتراء کیا ہو اسے یہ توفیق مل ہی نہیں سکتی۔ اگر کوئی کہے کہ ہو سکتا ہے تو وہ جھوٹا اور پاگل ہے جو یہ کہہ سکتا ہے کہ ایک ایسا شخص جو افتراء کرنے والا ہے کھانا اٹھایا جا رہا ہے تو یہ باتیں سوچ رہا ہے اس کے تو وہم و گمان میں بھی یہ باتیں نہیں آسکتیں عام طور پر دنیا میں جو اللہ والے ہیں ان کے ذہن بھی اس طرف نہیں جاتے تو ایک دہریہ اور مفتری کا دماغ کیسے ان باتوں کی طرف جا سکتا ہے۔ بڑے بڑے خدا والے ہیں بڑے بڑے انبیاء گذرے ہیں ان کی کتابوں کا مطالعہ کر لیں ان کی زندگی کے حالات دیکھ لیں جس طرح ہر مرحلے ہر موقع پر ہر وقت کی اور ماحول کی اور مزاج کی تبدیلی کے وقت حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو یاد کیا ہے وہ ایک ایک پہلو نہ صرف اللہ کی عظمت کی نشاندہی کرتا ہے بلکہ آپ کی صداقت کے اوپر دلالت کرتا ہے۔ ایک سچے، گہرائی کے ساتھ پورے صدق کے ساتھ عاشق ہونے والے شخص کے سوا کوئی ایسے موقع پر اپنے رب کو اس طرح یاد نہیں کر سکتا یہ انسانی فطرت کے خلاف بات ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حوالے سے میں نے ذکر کیا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کیسے کیا کرتے تھے سجدے میں کیا کیفیت ہوا کرتی تھی اسی مضمون کی ایک اور حدیث ہے۔ حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کریم کے سجدہ میں یہ دعا کرتے تھے "میرا چہرہ اس ذات کے لئے سجدہ ریز ہے جس نے اسے پیدا کیا۔ اس کی شنوائی کو بنایا اور اس کی بینائی کو بنایا"۔ اب چہرے کے ساتھ دو بہت ہی اہم حواس خمسہ کے ذرائع وابستہ کر دیئے گئے ہیں اور چہرے میں اندر کا منہ شامل نہیں ہے۔ اس لئے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزے کا ذکر نہیں فرمایا کیونکہ عربی زبان میں جو چہرہ ہے وہ باہر دکھائی دینے والا حصہ ہے۔ اس لئے ان دو کے تعلق میں آپ نے ذکر فرمایا کہ میرا چہرہ اس ذات کے لئے سجدہ ریز ہے جس نے اسے پیدا کیا، اسکی شنوائی کو بنایا اور اس کی بینائی کو بنایا اور پھر فرمایا

وبحوله وقوته

اپنے حول کے ساتھ اور اپنی قوت کے ساتھ۔

اب ایک عام پڑھنے والا سوچتا نہیں ہے کہ "حول" کا اس مضمون سے کیا تعلق ہے۔ "قوۃ" کا اس مضمون سے کیا تعلق ہے لیکن ذرا توقف کریں اور غور کریں تو معلوم ہو جائے گا کہ بینائی اور شنوائی یہ دو چیزیں ہیں جن کے ذریعے انسان تمام خوف کی جگہوں سے بچ سکتا ہے۔ ہر قسم کے خطرات سے بچنے کا سب سے اہم ذریعہ جو جاندار کو عطا کیا گیا ہے وہ شنوائی اور بینائی ہے۔ اگر شنوائی اور بینائی نہ رہیں تو کسی خوف سے کوئی آزادی نہیں تو فرمایا۔ و بحولہٖ "حول" اس طاقت کو کہتے ہیں جو خطرات سے بچانے والی ہے تو دیکھیں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ کتنی گہرائی پہ اتری ہے۔ فرمایا میرا چہرہ گو تیرے حضور سجدہ ریز ہے جس کو تو نے شنوائی اور بینائی عطا کی اپنے "حول" کے ساتھ یعنی اپنی ان قوتوں کے ساتھ جو خطرے سے بچانے والی ہیں اور پھر فرمایا۔ وبقوتہٖ بینائی اور شنوائی کے ذریعے انسان تمام منفعتیں حاصل کرتا ہے۔ اگر اندھا اور بہرہ ہو جائے تو کچھ بھی نہیں رہتا محض ایک سبزی کی طرح لاٹھ سی رہ جاتی ہے۔ اس کا کوئی وجود نہیں رہتا۔ تمام انسانی فوائد، تمام انسانی ترقیات سب سے زیادہ ان دو قوتوں یعنی شنوائی اور بینائی سے وابستہ ہیں۔

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بڑی گہرائی اور فکر کے ساتھ سوچنے کے بعد موقع اور محل پہ دعا مانگتے تھے۔ اس مضمون کے تعلق میں بات کیا کرتے تھے۔ فرمایا یہ میری آنکھیں بھی۔ میرے کان بھی تیرے حضور سجدہ ریز ہو رہی ہیں۔ میرے کان بھی اور تو ہی ہے جو اب ان کی دونوں قوتوں کو بڑھا اور ان کو رفعتیں بخش اور ایسے موقع پر پھر سُبحانَ رَبّیَ الأعلیٰ کے مضمون میں ایک نئی شان پیدا ہوتی ہے ایک نئی بلندی پیدا ہوتی ہے۔ اللہ کی رفعتوں کے ساتھ سماعت کو بھی رفعت ملتی ہے۔ پس حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہتر ذکر کرنے والا کبھی دنیا میں کوئی پیدا نہیں ہوا نہ ہو سکتا ہے۔ پس ذکر کرنے ہیں تو حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے سیکھیں۔

ترمذی کی کتاب الدعوات میں ایک یہ حدیث درج ہے۔ حضرت عبداللہ سے روایت ہے کہ جب شام ہو جاتی تو رسول کریمؐ یہ دعا کرتے کہ ہم نے شام کی اور تمام ملک نے اللہ کے لئے شام کی۔ اب یہ بظاہر ایک عام سا فقرہ ہے لیکن اس میں عام طور پر خاص بات دکھائی نہیں دے گی مگر آپ کو غور کرنا چاہئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا تمام دنیا نے شام کی ہے۔ اس زمانے میں جو انسان کا دنیا کا تصور تھا وہ یہ تھا کہ ساری دنیا پر بیک وقت رات آتی ہے اور بیک وقت صبح آجاتی ہے اور حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی سوچ کے مطابق یہ فرما سکتے تھے کہ اللہ کی حمد بیان کرتے ہیں جس کے لئے ہم نے بھی شام کی اور ساری دنیا نے شام کی۔ مگر آنحضورؐ یہ نہیں فرماتے۔ فرماتے ہیں "اور ملک نے اللہ کے لئے شام کی"۔ اس کا مطلب ہے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے شعور عطا ہوا تھا کہ ہر ملک کی صبح الگ ہے ہر ملک کی شام الگ ہے۔ ایک ملک تو شام میں شریک ہو سکتا ہے اور چونکہ مراد ملک عرب تھا اس لئے عرب کی تو بہر حال ایک ہی شام تھی مگر ملکوں اور خطوں کی شامیں الگ الگ ہو سکتی ہیں۔ یہ مضمون واضح ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر روشن تھا۔ پس فرمایا جب شام ہو جاتی ہے۔ "ہم نے شام کی اور تمام ملک نے اللہ کے لئے شام کی اور تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں۔ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں" فرماتے ہیں "حکومت اسی کی ہے اور سب حمد اسی کو زیبا ہے، وہ ہر شے پر قادر ہے۔ میں

مانگتا ہوں خیر جو اس رات میں ہے" یعنی اندھیروں سے صرف شر ہی تو وابستہ نہیں، خیریں بھی تو وابستہ ہیں۔ فرمایا "میں مانگتا ہوں خیر جو اس رات میں ہے اور خیر جو اس رات کے بعد آنے والی ہے اور اس رات کے شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں اور اس رات کے بعد کی برائی سے بھی سستی سے اور تکبر کی برائی سے تیری پناہ میں آتا ہوں"۔ یہ دو باتیں خصوصیت سے میرے نزدیک رات کے مضمون سے تعلق رکھتی ہیں کہ رات چونکہ آرام کے لئے ہے اس لئے سستی اور آرام کا آپس کا ایک رشتہ ہے اور آرام اگر زیادہ ہوجائے اور بے وجہ ہوجائے تو اسی کا نام سستی ہے اور عموماً قومیں جو زیادہ آرام طلب ہوجاتی ہیں وہ تنزل اختیار کر جاتی ہیں۔ راتیں آرام کے لئے ہیں مگر اتنے آرام کے لئے کہ جو کھوئی ہوئی طاقتوں کو بحال کر دے۔ اگر نیند کو ایک عیش کا ذریعہ بنالیں تو وہ پھر سستی طاری کر دیتی ہے اور ہر کام پر سستی طاری ہوجاتی ہے۔

پھر فرمایا "تکبر"۔ تکبر کا رات کے ساتھ یا بدلتے ہوئے وقت کے ساتھ کیا تعلق ہے؟ میں سمجھتا ہوں کہ راتوں کے جو آرام ہیں ان میں متکبر جس جس قسم کی نعمتیں جس جس قسم کے محل اپنے لئے بناتے ہیں۔ اپنی راتوں کو جس طرح عیش و عشرت کا ذریعہ بناتے ہیں غالباً اس طرف اشارہ ہوگا کہ راتیں اپنے ساتھ متکبروں کے لئے خاص قسم کے پیغامات بھی لاتی ہیں۔ خاص قسم کے سامان فراہم کرتی ہیں اور ان کی راتوں کی زندگی خاص طور پر تکبر میں صرف ہوتی ہے اور سجدہ ریزی میں صرف نہیں ہوتی وہ سمجھتے ہیں راتیں ہمارے عیش و عشرت کے لئے بنائی گئی ہیں اور امیر لوگ بعض علاقوں میں بعض دفعہ ساری رات جاگ کر ہر قسم کی گندگی میں مبتلا ہوتے ہیں۔ ان کی رعونت اور ان کے تکبر کا سب سے زیادہ مظہر ان کی راتیں ہوتی ہیں۔ پس سستی سے بھی نجات کے لئے دعا مانگی اور تکبر سے بھی نجات کے لئے اور بچنے کے لئے دعا مانگی۔ پھر فرمایا "اور میں آگ کے عذاب سے اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں"۔ آگ کے عذاب کا تعلق تو پہلی دونوں باتوں سے ہے یعنی شر والا پہلو بھی ہے رات میں اور اس کے بعد جو آنے والا ہے اس میں بھی شر کا پہلو ہے۔ سستی کا پہلو بھی ہے، تکبر کا پہلو بھی ہے اور یہ دونوں باتیں انسان پر آگ واجب کر دیتی ہیں۔ اس لئے فرمایا کہ میں آگ سے پناہ مانگتا ہوں اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

"قبر کے عذاب سے" کا ذکر اس لئے فرمایا گیا ہے کہ نیند کو موت کے ساتھ ایک مشابہت ہے اور موت کی جو کیفیت قبر کی حالت میں ہوگی وہ ایک نیم جاگنے اور نیم سونے کی سی کیفیت ہے تو سوتے وقت کو قبر کے وقت کے مشابہ قرار دینا بھی ایک بہت فصاحت و بلاغت کا کلام ہے۔ سونے سے پہلے موت کا خیال آنا لیکن عارضی موت نہیں۔ ابھی پوری طرح موت اپنے تمام عوارض کے ساتھ آگے نہیں بڑھی۔ قبر کی حالت وہ ہے جو اگلی دنیا کے لئے پہلی تیاری کا حکم رکھتی ہے اور جس طرح ہمارے لئے نیند ہے اسی طرح اگلی دنیا کی جاگ سے پہلے قبر کی حالت ہے تو فرمایا میں قبر کے عذاب سے بھی تیری پناہ مانگتا ہوں۔

پھر ترمذی کتاب الدعوات ہی سے حذیفہ بن الیمان کی یہ حدیث لی گئی ہے وہ عرض کرتے ہیں کہ "جب نبی کریم سونے کا ارادہ فرماتے تو اپنے ہاتھ سر کے نیچے رکھتے اور پھر عرض کرتے۔ اے میرے اللہ مجھے اس دن کے عذاب سے بچانا جس دن تو اپنے بندوں کو جمع کرے گا یا اٹھائے گا۔" اب اس کا بھی اسی مضمون سے تعلق ہے۔ سونے سے پہلے چونکہ انسان پر ایک قسم کی موت طاری ہونے والی ہوتی ہے۔

اَللّٰہُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِھَا
وَالَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِھَا

یہی مضمون ہے قرآن کریم کا جس کو حدیث میں مختلف دعاؤں میں ڈھالا جارہا ہے کہ ہم ایسی حالت میں جارہے ہیں کہ موت سے کچھ مشابہت ہورہی ہے اور موت سے تعلق میں سب سے زیادہ پہلا خیال انسان کو قبر کے عذاب یا آگ کے عذاب کا آنا چاہئے کیونکہ یہی دو بد انجام ہیں جو انسان کو موت کے بعد ملا کرتے ہیں۔ تو بد انجام سے پناہ کے وقت پناہ حاصل کرنے کے لئے بہت ہی اچھا موقع ہے کہ سونے سے پہلے انسان یہ دعائیں کرے۔

پھر اسی کیفیت کی ایک اور دعا کتاب الدعوات ہی میں حذیفہ ابن یمان سے مروی ہے۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب سونے کا ارادہ فرماتے تو کہتے اے اللہ تیرے نام کے ساتھ مرتا ہوں اور تیرے نام کے ساتھ جیتا ہوں۔ یہاں بھی وہی مضمون ہے کہ ایک عارضی موت میں سے انسان گزرنے والا ہے جو مستقل بھی ہو سکتی ہے کوئی پتہ نہیں کہ پھر اٹھیں گے کہ نہیں اٹھیں گے۔ تو ہر دفعہ جب سونے لگے تو انسان موت کو ضرور یاد کرے اور موت سے پہلے جس طرح انسان گھبراہٹ میں دعائیں مانگتا ہے اور دنیا کو بھلا کر سب سے زیادہ خدا کی ناراضگی کے خوف سے بچنے کے لئے استغفار کرتا ہے وہی کیفیت ہر رات کو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر طاری ہوتی تھی۔ باوجود اسکے کہ آپ کو ہر عذاب سے پناہ دی جاچکی تھی پس اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنے بارے میں ایسی احتیاط فرماتے تھے کہ عارضی موت سے پہلے بھی خدا تعالیٰ کی طرف گریہ و زاری سے متوجہ ہوتے اور آگ کے عذاب سے بچنے کی دعائیں کرتے تھے تو ایک عام گنہگار انسان کے لئے تو ہزار گنا زیادہ یہ واجب ہے کہ موت کے مشابہ ہر کیفیت سے پہلے وہ استغفار سے کام لے اور اللہ تعالیٰ کے حضور گریہ و زاری کرے اور آگ کے عذاب سے پناہ مانگے۔

آنحضورؐ فرماتے ہیں "اے اللہ تیرے نام کے ساتھ میں مرتا ہوں اور تیرے نام کے ساتھ جیتا ہوں"۔ اس میں صبح اٹھنے کی دعا بھی شامل ہوگئی ہے تیرے نام کے ساتھ روز مرتا ہوں یعنی رات کے وقت اور پھر تیرے نام کے ساتھ جیتا ہوں اور جب نیند سے بیدار ہوتے تو کہتے "تمام تعریفیں اس ذات کے لئے ہیں جس نے مجھے مارنے کے بعد زندہ فرمایا اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔"

پھر ترمذی کتاب الدعوات ہی سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی یہ حدیث لی گئی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب رات بستر پر سونے کے لئے تشریف لاتے تو اپنے دونوں ہاتھ اکٹھے کر کے ان میں پھونک مارتے اور ان میں سورۃ اخلاص اور معوذتین پڑھتے اور پھر ان سے جس حد تک پہنچ سکتے جسم کا مسح فرماتے۔ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ سارے جسم کے ہر حصے پر ہاتھ پہنچانا اور اس کو رگڑنا ضروری ہے یہ غلط ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ حدیث ہے کہ وہ جس حصے تک آرام سے ہاتھ پہنچ سکتا تھا پہنچاتے باقی ہاتھ کا اشارہ ہی کافی سمجھتے تھے۔ سر اور چہرے سے شروع فرماتے اور جسم کے سامنے والے حصے پر زیادہ مسح فرماتے۔ یعنی یہ نہیں کہ اٹھ اٹھ کر پیچھے بھی ہاتھ پھیرے جائیں۔ بعض لوگوں کو میں نے دیکھا ہے جن کو اس حدیث کا پورا علم نہیں ہوتا وہ یہ سمجھتے ہیں کہ الٹ پلٹ کر کے سارے بدن پر ہاتھ ملنے ضروری ہیں، یہ غلط طریق ہے اور غیر فطری طریق ہے۔ آنحضورؐ جسم کے سامنے والے حصے پر جہاں آسانی سے ہاتھ پہنچتے ہیں وہاں تک تبرکاً پھیرتے تھے اور ایک علامتی طور پر یہ بات فرمایا کرتے تھے۔ تین مرتبہ ایسا کیا کرتے تھے ورنہ دعا تو وہی تھی جو دل سے اٹھتی تھی اور فوراً قبول ہوجایا کرتی تھی۔

حضرت انس بن مالک کی روایت ہے یہ بھی ترمذی کتاب الدعوات سے لی گئی ہے کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بستر پر تشریف لے جاتے تو یوں خدا کا ذکر کرتے "سب تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں کھلایا اور ہمیں پلایا اور ہمارے لئے کافی ہوا اور ہمیں پناہ دی اور کتنے ہی ہیں جن کے لئے کوئی ایسا وجود نہیں کہ ان کے لئے کافی ہو اور انہیں پناہ دے"۔

سارے دن کے مشاغل کے بعد رات کو دراصل نیند میں انسان تھکاوٹ سے پناہ مانگتا ہے۔ ہر قسم کی محنتوں کے بعد اور پھر ہر قسم کے خطرات سے جو پناہ بستر میں ملتی ہے ویسی پناہ کسی اور جگہ نصیب نہیں ہوتی۔ سب جانور بھی تھک کر جب اپنے آرام کی جگہ کو پہنچتے ہیں تو وہی ان کی پناہ گاہ بن جاتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دن پر نظر کرتے ہوئے یاد فرماتے تھے کہ ہمیں اللہ نے کھانا کھلایا اللہ ہی نے پلایا اور ہمارے لئے کافی ہوا اور ان پر نظر ڈالتے تھے جن کے لئے کافی نہیں ہوا یعنی اللہ تو ویسے سب کائنات کے لئے ہے لیکن وہ لوگ جو خدا سے تعلق توڑ لیتے ہیں پھر وہ خدا کے ذمے سے نکل جاتے ہیں یعنی عمداً گناہوں میں بڑھ کر بعض دفعہ انسان واقعتہً اللہ کے ذمے سے باہر چلا جاتا ہے تو ان کا بھی خیال کرتے اور فرماتے کتنے ہی ہیں جن کے لئے کوئی ایسا وجود نہیں کہ ان کے لئے کافی ہو اور انہیں پناہ دے۔

پھر حضرت عبداللہ بن سرجس سے روایت ہے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر پر تشریف لے جاتے تو کہتے اے اللہ سفر میں تو ہی ہمارا ساتھی ہے یعنی نیند کے ذکر کے بعد اب سفر کے ذکر میں ہم داخل ہوتے ہیں۔ ان حدیثوں سے یہ ظاہر ہے کہ سونا جاگنا اللہ ہی کے نام پر ہوتا تھا۔ اللہ ہی سے باتیں ہوتی تھیں۔ اللہ کے نام سے سوتے تھے اللہ کے نام سے جاگتے تھے اور رات کی جو کیفیت تھی اس میں بھی عام حالتوں کے مقابل پر زیادہ قرب الٰہی نصیب تھا کیونکہ دنیا سے جب ہم وفات کے بعد عالم برزخ میں جاتے ہیں تو احادیث سے ثابت ہے کہ اگر ہم جنتی وجود ہیں تو ہمیں جنت کی ہوائیں زیادہ ملتی ہیں اور

اگر جہنمی وجود ہو تو جہنم کے بھبکے بھی پہنچتے ہیں اگرچہ پوری قوت کے ساتھ۔

اس لئے وہ خدا کے بندے جو خدا کا قرب چاہتے ہوئے دن گذارتے ہیں جب وہ رات کو سوتے ہیں تو ان کا عالم برزخ ایک قسم کی جنت کا عالم برزخ ہوتا ہے۔ پس سوتے بھی اللہ کا نام لے کر تھے اٹھتے بھی اللہ کا نام لے کر تھے اور رات کے وقت مختلف رویائے صادقہ کے ذریعے وحی جاری رہتی تھی اور اللہ کی طرف سے اپنے قرب کی ایسی علامتیں ضرور نصیب ہوتی ہوں گی جن کو ہم جنت کی کھڑکیوں کے ٹھنڈے جھونکے قرار دے سکتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن سرجس کی روایت ہے کہ سفر پر روانہ ہوتے تو خدا کے حضور یہ عرض کرتے "اے اللہ سفر میں تو ہی ہمارا ساتھی ہے اور گھر میں تو ہی نگران ہے۔ اے اللہ ہمارے سفر میں تو ہمارا ساتھی بن اور ہمارے اہل پر ہمارا جانشین" یہ دو باتیں ہیں۔ اے اللہ سفر میں تو ہی ہمارا ساتھی ہے اور گھر میں تو ہی نگران ہے ایک یہ بیان کیا ہے اور ساتھ ہی یہی دعا کی ہے کہ اے اللہ ہمارے سفر میں تو ہمارا ساتھی بن اور ہمارے اہل میں ہمارا جانشین بن۔

اس میں ایک تو مستقل طور پر جو دائمی حقیقت ہے اس کا بیان ہے کہ سفر میں اللہ کے سوا کوئی ساتھی نہیں ہے حقیقت میں وہی ہے اور گھر کا بھی حقیقی نگران وہی ہے۔ یہ ایک عام جاری و ساری کیفیت کا اور حقیقت کا حال بیان ہو رہا ہے اس کے نتیجے میں پھر ذہن دعا کی طرف مائل ہوتا ہے اور بذات خود انسان باشعور طور پر یہ تمنا کرتا ہے کہ اے اللہ تیرے سوا کوئی سفر کا ساتھی ہو نہیں سکتا اس لئے تو ہمارا ساتھی بن جا یعنی بالارادہ ہمارے ساتھ ہو۔ ہماری ہر مشکل اور مصیبت میں کام آ اور پیچھے ہمارے گھر کا تو ہی نگران اور جانشین ہو جا یعنی گھر کو ہر قسم کی آفات سے بچائے رکھ۔ ہر قسم کی ضرورتیں ان کی پوری فرمانے والا ہو۔ ہر قسم کے خوف سے امن دینے والا ہو۔ پس صرف اپنے لئے جاتے ہوئے دعا نہیں کرتے تھے بلکہ ان کے لئے بھی جن کو پیچھے چھوڑ کر جایا کرتے تھے اور دونوں کو اللہ ہی کے سپرد رکھتے تھے۔ "اے اللہ ہم سفر کی مشقت سے اور برے لوٹنے سے تجھ سے پناہ مانگتے ہیں" یعنی سفر میں جو مصیبتیں پہنچتی ہیں ان کی مشقت سے بھی اور بدحال گھروں کو لوٹنے سے تجھ سے پناہ مانگتے ہیں" اور مظلوم کی پکار سے اور کسی برے منظر سے۔

مظلوم کی پکار سے اور برے منظر سے اس لئے کہ حادثات بھی ہوتے رہتے ہیں صرف یہی نہیں کہ آپ ہی پناہ میں آئیں بلکہ اگر کسی تکلیف دہ منظر کو آنکھوں سے دیکھ بھی لیں تو وہ بھی بڑی تکلیف کی چیز ہے تو فرمایا کہ نہ صرف ہم تک شر نہ پہنچے بلکہ شر کی جگھوں سے ہمیں بچائے رکھ اور اس میں آپ کے ساتھی مسافروں کے لئے بھی دعا ہو گئی اور سفر میں جن جن جگھوں سے جن جن گلیوں سے آپ کا گذر ہوتا تھا ان سب کے لئے دعا ہو گئی یعنی ایسا پاک وجود جس کے جانے سے ہر جگہ برکت ہی برکت ہو جس کے ماحول میں کوئی برا واقعہ پیش نہ آ رہا ہو۔ یہ ایک بہت ہی پیاری دعا ہے جسے آپؐ نے ہم سب کے لئے ایک فیض عام کے طور پر ہم تک پہنچایا ہے کہ میں یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ کیا کرتا تھا اور اگر آپ یہ دعا نہیں بھی کرتے تو بھی اللہ کی نعمت ہمیشہ آپ کے ساتھ رہا کرتی تھی لیکن اس کے ذریعہ ہمیں یہ بتایا کہ ایسی دعا کیا کرو کہ اس دعا کا فیض صرف تم تک نہ پہنچے تمہارے گھر تک نہ پہنچے بلکہ تمہارے ساتھ عام نور بن کر پھرتا رہے جن شہروں میں تم جاؤ ان کے لئے برکت کا موجب بنے۔ جن گلیوں سے تم گذرو ان کے لئے برکت کا موجب بنے۔ جن سواریوں پر تم سوار ہو ان کے لئے برکت کا موجب بنے اور کوئی برائی تم نہ دیکھو یعنی تمہارے ماحول تمہارے گردو پیش میں کوئی برائی پیدا نہ ہو اس لئے یہ دعا بھی بہت ہی اہم ہے جسے ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے۔

"اور مظلوم کی پکار سے" عام طور پر دنیا میں ظلم ہوتے رہتے ہیں اور ایک انسان بعض دفعہ بے بس ہو جاتا ہے۔ مسافر ہے کچھ بھی نہیں کر سکتا لیکن جب یہ کسی مظلوم کی پکار کو سنتا ہے تو دل کو بہت چوٹ لگتی ہے تو فرمایا کہ اس سے بھی ہمیں بچا کہ ہم تک کسی تکلیف دہ کی کوئی چیخ پہنچے۔

حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب گھر سے باہر تشریف لے جاتے تو یہ الفاظ دہراتے "اللہ کے نام کے ساتھ گھر سے باہر نکلتا ہوں۔ اللہ پر ہی توکل کرتا ہوں۔ اے اللہ ہم تیری پناہ میں آتے ہیں اس بات سے کہ ہم لغزش کھائیں یا گمراہ ہوں یا ظلم کریں یا ہم پر ظلم کیا جائے یا ہم جہالت کی کوئی بات کریں یا ہمارے خلاف کوئی جہالت کرے"۔ یہ تمام وہ باتیں ہیں جو سفر میں درپیش ہوتی ہیں اگرچہ عام دنیا کے حالات میں ایک مقیم کے لئے بھی یہ خطرات رہتے ہیں لیکن مسافر ہونے کی حالت میں یہ خطرات بہت بڑھ جاتے ہیں اور ایک مسافر کے لئے زیادہ اس بات کا احتمال ہے کہ اس پر جہالت کی جائے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں جہاں ظلم اور جہالت سے بچنے کی دعا مانگی ہے وہاں یہ بھی مانگی ہے کہ دنیا کو بھی ہمارے ظلم اور ہماری جہالت سے بچا۔

اس دعا میں حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی فطرت کی صداقت کس طرح ظاہر و باہر ہے یعنی محض اپنے لئے طلب نہیں ہو رہی بلکہ جو چیز اپنے لئے چاہتے ہیں غیر کے لئے بھی وہی چاہتے ہیں اور صرف یہ نہیں کہ ہمیں ہی ظلم سے اور جہالت سے بچائے رکھ۔ بعض دفعہ نادانستہ بھی انسان دوسرے پر ظلم کر بیٹھتا ہے نادانستہ یا بلاارادہ جہالت کی بات کر بیٹھتا ہے تو فرمایا کہ ہم صرف دوسروں کے ظلم اور جہالت سے پناہ نہیں مانگ رہے اے خدا ہمارے ظلم اور جہالت سے بھی دنیا کو پناہ دینا۔ اس میں بہت گہرے سبق ہیں اور ایک سبق اس میں یہ ہے میں سمجھتا ہوں کہ قبولیت دعا کے لئے دعا کا فیض عام کرنا چاہئے اگر دعا محض خود غرضی کی ہو تو اسے پایہ قبولیت میں ایسی جگہ نہیں مل سکتی جیسی ایک بے غرض کی دعا ہوتی ہے پس جہاں غیروں کی غرض کو اپنی غرض میں شامل کر لیا جائے وہ دعا زیادہ مقبول ہو جاتی ہے کیونکہ وہ رب العالمین کے ساتھ ایک گہرا تعلق رکھتی ہے جو سارے جہانوں کا رب ہے۔ سب جہان کے لئے جب آپ فیض مانگتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اسے زیادہ پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔

دعا کے دو پہلو

دوسرے یہ کہ جو سبق میں نے اس سے سیکھا ہے وہ یہ ہے کہ اگر آپ واقعتاً یہ چاہتے ہیں کہ آپ کو اللہ دشمنوں کی جہالت اور ان کے ظلم سے بچائے تو اپنے ہاتھ جب بھی ظلم پر لمبے ہوتے ہیں اور جہالت پر دراز ہوتے ہیں تو پھر یہ دعا کرنا کہ اے اللہ ہمیں ظلم سے بچا اور ہمیں جہالت سے بچا، محض ایک کھوکھلی اور بے معنی دعا ہو گی۔ پس دعا کے دوسرے پہلو نے صرف دعا نہیں سکھائی زندگی کے آداب سکھائے ہیں ایک روزمرہ کی زندگی کا سلوک بتایا ہے کہ تم اگر اللہ تعالیٰ سے جہالت سے بچنے کی دعا مانگتے ہو تو لازم ہے کہ خدا کے بندوں کو اپنی جہالت سے بچاؤ۔ اگر اللہ تعالیٰ سے ظلم سے بچنے کی دعا مانگتے ہو تو لازم ہے کہ خدا کے بندوں کو اپنے ظلم سے بچاؤ۔ اگر اللہ تعالیٰ سے ظلم سے بچنے کی تمنا رکھتے ہو تو تم پر فرض ہے کہ دنیا کو اپنے ظلم سے بچاؤ اور پھر نیک عمل کے ساتھ یہ دعا کرو گے تو دعا مرفوع ہو گی کیونکہ قرآن کریم نے یہ راز ہمیں سمجھا دیا ہے کہ وہ کلمہ طیبہ جو عمل صالح ساتھ رکھتا ہو، عمل صالح کی طاقت رکھتا ہو وہ آسمانوں کی رفعتوں تک بلند ہو جاتا ہے اور جس کے ساتھ اعمال کا ایندھن نہ ہو اس میں اٹھنے کی طاقت نہیں جیسے بغیر ایندھن کے جہاز اڑانے کی کوشش کی جائے تو اسی دعا نے یہ سارے مضمون ہمیں سکھا دیئے کہ دعا غیروں کے لئے بھی کرو اور اپنے لئے بھی کرو اور عمل سے بھی اس دعا کی تائید کرو تو پھر دیکھو کہ کس طرح تمہارے حق میں یہ دعا قبول ہوتی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو یوں کہتے "ہم لوٹ رہے ہیں توبہ کرتے ہوئے اپنے رب کی عبادت کرتے ہوئے اور اپنے رب کی تعریف کرتے ہوئے" یہ دعا بھی گہری حکمت رکھتی ہے۔ عام طور پر جب ہم سفر سے واپس لوٹتے ہیں تو پہلی بات یہ کرتے ہیں اور اکثر یہی کرتے چلے جاتے ہیں کہ الحمد للہ خدا نے خیر و عافیت سے سفر تمام کیا اور ہم خوش خوش اپنے گھر والوں کی طرف لوٹے ہیں مگر حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی طرف لوٹنے کے ساتھ اس مضمون کو باندھ دیا کرتے تھے اور یہ آپ کی سچائی کی بہت گہری دلیل ہے حقیقت میں اگر کوئی اپنے نفس کا عرفان رکھتا ہو تو اس کو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عرفان کی بھی صلاحیت عطا ہو جاتی ہے اگر اپنے نفس کا ہی عرفان نہ ہو تو کسی عرفان کی بھی صلاحیت نہیں ہو سکتی تو وہ جاہل اور گستاخ جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر حملے کرتے ہیں اور کہتے ہیں کیا نشان دیا؟ کیا دکھایا؟ اگر ان میں ذرا بھی بصیرت ہو اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روزمرہ کی زندگی کے ایک عام دستور کو دیکھیں تو وہیں سے ان کو آپؐ کی صداقت کے نشان مل جائیں گے اور ہر نشان کافی ہو گا۔ ایک ہی دلیل حضور اکرمؐ کی صداقت پر روز روشن کی طرح گواہ رہے گی۔ اب یہ دیکھیں کہ سفر سے لوٹنے کے بعد یہ عرض کر رہے ہیں کہ ہم تیری طرف توبہ کے ساتھ لوٹتے ہوئے لوٹ رہے ہیں یعنی انسان سفر سے گھر کے آرام کی طرف آتا ہے اور اسے پناہ ملتی ہے۔ اگر انسان نے خدا کی طرف جانا ہے اور توبہ کے بغیر اسے وہ پناہ مل نہیں سکتی تو عارضی سفر کا خیال دل سے وقتی طور پر

باقی صفحہ ۱۲ پر ملاحظہ فرمائیں

تاتارستان کی ٹیم کے ساتھ میچ کے مناظر

بقیہ: مسلم ٹائیگرز احمدیہ کلب

وزیروں اور وغیرہ کو شہر کے مشہور ہوٹل میں عشائیہ دیا گیا جس میں کھیلوں کے وزیر اور مذہبی امور کے وزیر شامل ہوئے۔

کھیلوں کے وزیر نے اپنے خطاب میں مسلم ٹائیگرز احمدیہ کے اخلاق و کارکردگی کی بے حد تعریف کی اور ہسپتال کے لئے دوائیوں وغیرہ کے تحفے کا شکریہ ادا کیا۔ وزیر مذہبی امور نے اپنے خطاب میں کہا کہ وہ احمدیوں سے پہلے بھی مل چکے ہیں اور ان کے اخلاق سے خاص طور پر متاثر ہیں۔ انہوں نے مسلم ٹائیگرز احمدیہ ہاکی ٹیم کو مبارکباد دی اور کہا کہ ان کے دورہ سے بہت اچھے نتائج برآمد ہوئے ہیں۔ ٹیم کی کارکردگی کا اس بات سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ سپورٹس کے وزیر نے مسلم ٹائیگرز کے مینیجر ڈاکٹر فرید احمد کو تاتارستان کی قومی کھیلوں کے موقع پر مہمان خصوصی کے طور پر شامل ہونے کی دعوت دی۔ ڈاکٹر فرید احمد کو یہ اعزاز بھی بخشا گیا کہ نیشنل سٹیڈیم میں مختلف ممالک سے آئی ہوئی ٹیموں نے ڈاکٹر صاحب کی سرکردگی میں مارچ کیا اور ہماری کاروائی کو نیشنل ٹی وی پر دکھایا گیا۔

ستمبر ۱۹۹۳ء میں تاتارستان کی ہاکی ٹیم ملک کے ڈپٹی منسٹر آف سپورٹس کی سربراہی میں انگلستان کے دورہ پر آئی اور ایک ہفتہ تک مسلم ٹائیگرز احمدیہ نے میزبانی کے فرائض سرانجام دئے۔ اس دوران تاتاری ٹیم نے یہاں چار میچ کھیلے جن میں سے دو مسلم ٹائیگرز احمدیہ کے ساتھ تھے۔ فائنل میچ جو Battersea لندن کی گراؤنڈ میں کھیلا گیا مسلم ٹائیگرز احمدیہ نے دو گول سے جیت لیا جبکہ دوسرا میچ جو جلنگھم میں کھیلا گیا، برابر رہا۔ فائنل میچ میں حضرت اقدس بھی تشریف لائے اور باوجود دیگر مصروفیات کے سارا میچ دیکھا۔

تاتاری ٹیم کو لندن میں عشائیہ بھی دیا گیا اور ٹیم کے ہر ممبر کو قرآن مجید مع روسی ترجمہ کے تحفہ کے طور پر پیش کیا گیا۔ اس دورہ کی رپورٹ فلمائی گئی اور ٹیم کی واپسی پر تاتارستان کے ٹی وی پر دکھائی گئی۔ اخبارات نے بھی ان دورہ کے بارے میں خبریں شائع کیں۔

خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ مسلم ٹائیگرز احمدیہ ہاکی کلب دن دوگنی رات چوگنی ترقی کرتی جائے اور نہ صرف بااصول کھیل کو فروغ دینے کا کام کرے بلکہ ساتھ ساتھ اعلیٰ اسلامی اقدار اور احمدیہ مزاج کو بھی فروغ دینے کا باعث ہو۔

باقی: ربوہ کے احمدی شعرا

کہتے تھے۔ کہیں کہیں معاملہ بندی بھی آجھلکتی تھی مگر ایسے جیسے آٹے میں نمک۔ ان کی ایک نظم "ایک دینی سفر کے دوران" خاصے کی چیز ہے۔ جزائر بورنیو یا سنگاپور کی کسی باؤلی بیچ کا منظر ہے۔ مگر واحسرتا! کہ یہ نظم ان کے نغمات صدیق میں شامل نہیں کیونکہ اس کا مزاج ان کے باقی کلام سے بالکل جدا تھا اس لئے آپ نے اسے کلیات میں سے خارج کر دیا۔

افسوس بے شمار سخن ہائے گفتنی
خوف فساد خلق سے ناگفتہ رہ گئے!

مولانا بھی طویل نظمیں کہتے تھے مگر طوالت کا احساس نہیں ہونے دیتے تھے۔ ذوق سلیم سے بہرہ مند تھے اس لئے اپنے شعروں پر بہت محنت کرتے تھے۔ ان کی نثر بھی خاصی رواں دواں ہوتی تھی۔ اپنی دعوت الی اللہ کے واقعات و تجربات آپ نے قلم بند کئے ہیں ان میں بھی خوب روانی اور چاشنی ہے۔

ربوہ کے بے پناہ صلاحیتوں والے دو شاعروں کا ذکر رہا جاتا ہے۔ مولانا ابوالحسن قدسی اور ان کے بیٹے نعیم قدسی! قدسی صاحب فارسی گو شاعر تھے۔ فارسی میں اتنی مرصع غزل ہم نے بہت کم لوگوں کو کہتے سنا۔ غالب کی زمین میں غزل کہی تو ہم مدتوں یہ تفریق نہ کر پائے کہ کون سا شعر غالب کا ہے اور کون قدسی صاحب کا۔

بسمل بہ وقت ذبح طپیدن گناہ من!
دانستہ دشنہ تیز نہ کردن گناہ کیست!

[بشکریہ روزنامہ الفضل ربوہ ۲۸ نومبر ۱۹۹۳ء]

بقیہ: خطبہ جمعہ فرمودہ ۷ جنوری ۹۴ء مسجد فضل

محو ہو جاتا ہے اور زندگی کے لمبے سفر کی طرف دھیان چلا جاتا ہے اور یہ خیال آتا ہے کہ ہم نے خدا کی طرف جانا ہے پس اس سے یہ عرض کرتے ہیں کہ ہم توبہ کے ساتھ تیری طرف لوٹنے والے بنیں اور تو ہمیں قبول فرما اور ہمیں اس طرح پناہ دے جس طرح سفر کی تھکاوٹ کے بعد گھر پناہ دیا کرتا ہے کہ ہم اپنے رب کی عبادت کرتے ہوئے اور اپنے رب کی تعریف کرتے ہوئے لوٹ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے حضر اور سفر کو ویسا ہی بنا دے جیسے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کلام سے اور اپنے اسوہ سے ہمیں تعلیم عطا فرمائی ہے۔

یہ مضمون لمبا ہوتا چلا جا رہا ہے مگر اچھا ذکر ہے بہت ہی پیارا ہے جتنا لمبا ہو اچھا ہے۔ انشاء اللہ باقی آئندہ خطبے میں۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

روک دیجئے

پڑھتے ہیں کیوں نماز، انہیں روک دیجئے
اللہ سے ساز باز، انہیں روک دیجئے

دن رات بھیجتے ہیں محمدؐ پہ کیوں درود
ہے اس میں کوئی راز، انہیں روک دیجئے

یو۔این میں کیوں سناتے ہیں قرآن کی آیات
حق پر ہے ان کو ناز، انہیں روک دیجئے

دنیا سے واسطہ نہ سیاست سے ہے غرض
ہیں کتنے بےنیاز، انہیں روک دیجئے

پھیلا رہے ہیں چار طرف انبیاء کا نور
آتے نہیں ہیں باز، انہیں روک دیجئے

تنویر کی دعاؤں سے تھرا گیا فلک
اف اف یہ سوز و ساز، انہیں روک دیجئے

(روشن دین تنویر)

SUPPLIERS OF
CATERING MATERIAL
FOR WEDDINGS,
PARTIES AND OTHER
SOCIAL FUNCTIONS

ABBA
CATERING SUPPLIES

081 574 8275
843 9797

TO ADVERTISE IN THE
AL FAZL INTERNATIONAL
PLEASE CONTACT
NAEEM OSMAN MEMON
ON TELEPHONE
081 874 8902
OR SEND YOUR ADVERT
FOR A QUOTE ON FAX NO.
081 870 0919

ضروری اعلان

الفضل انٹرنیشنل لندن کے فروغ اور ترقی کے لئے زیادہ سے زیادہ خریدار بن کر ادارے کی حوصلہ افزائی فرمائیں۔

اخبار کا سالانہ چندہ

برائے یوکے ـ ـ ـ ـ ـ ۲۵ پونڈ
برائے یورپ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ۲۷ پونڈ
برائے امریکہ، کینیڈا
و دیگر ممالک ـ ـ ـ ۳۶ پونڈ

سالانہ چندہ کی رقم الفضل انٹرنیشنل لندن کے نام ارسال فرمائیں۔

بشیر احمد رفیق
چیئرمین انتظامیہ کمیٹی
الفضل انٹرنیشنل

A.Z. ELECTRICS
18 Brookwood Road
Southfields, London SW18 5BP
Tel. 081 877 3492. Fax 877 3518

For Video, Television & Eelectronic Spares

Semiconductors
Remote Controls
Video Heads etc.

Visa and Access Cards Accepted for Postal Despatch

Nearest Underground: SOUTHFIELDS District Line

Kenssy
Fried Chicken
589 High Road,
Leytonstone,
London E11 4PB

مضمون نویس احباب سے گزارش

جماعت احمدیہ عالمگیر خداتعالی کے فضل سے مرکزی طور پر بڑے عمدہ پائے کے اخبار و رسائل، الفضل انٹرنیشنل (اردو)، التقوی (عربی)، اور ریویو آف ریلیجنز (انگریزی) شائع کر رہی ہے۔ ان میں شائع ہونے والا مواد علمی اور تحقیقی لحاظ سے اعلیٰ معیار کا ہوتا ہے۔ خداتعالی کے فضل سے جماعت کا علمی طبقہ بہت قیمتی مضامین بھجواتا ہے لیکن بعض اوقات بڑا اچھا مضمون اس وجہ سے چھوڑنا پڑتا ہے کہ اس میں مندرج اقتباس کا حوالہ صحیح طور پر درج نہیں ہوتا۔ پس تمام علماء، محققین اور مضمون نویسوں سے گزارش ہے کہ وہ جو بھی اقتباس اپنے مضمون میں شامل فرمائیں اس کا حوالہ جدید طرز کے مطابق دیا کریں۔ رہنمائی کے لئے اس کا نمونہ ذیل میں دیا جارہا ہے۔

دوسری گزارش یہ ہے کہ ہمارے لٹریچر میں مذکورہ حوالہ جات جو اس جدید طرز کے مطابق نہ ہوں ان کے بارہ میں معین طور پر مطلع فرمائیں بلکہ جہاں تک ممکن ہو خود تحقیق کر کے موجود نقص کو دور کر کے معین اور مکمل حوالہ بھجوائیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

والسلام
خاکسار

ہادی علی
ایڈیشنل وکیل التبشیر، لندن

حوالہ جات کے عناصر مع امثلہ

ا۔ کتب

مصنف ۔ عنوان ۔ ایڈیشن ۔ مقام اشاعت ۔ ناشر ۔ سن اشاعت ۔ جلد ۔ صفحہ نمبر وغیرہ۔

مصنف ۔ مترجم ۔ مؤلف ۔ مرتب ۔ شارح ۔ مبصر وغیرہ

مثلاً ۔۔ دوست محمد شاہد ۔ تحریک پاکستان اور جماعت احمدیہ لندن ۔ ایڈیشنل نظارت اشاعت و وکالت تصنیف ۔ صفحہ ۱۹۔

۲۔ رسائل و جرائد

مضمون نگار ۔ مضمون ۔ رسالہ ۔ میعاد ۔ مقام اشاعت ۔ جلد ۔ شمارہ ۔ صفحہ نمبر

مثلاً ۔۔ ابو نعمان ۔ قرآن مجید کا اختلافی ترجمہ ۔ لاہور ۔ ہفت روزہ لاہور ۔ جلد ۳۵ ۔ شمارہ ۱۸ ۔ ۲۲ فروری ۱۹۸۶۔ صفحہ نمبر

۳۔ اخبارات

بیان دینے والے کا نام ۔ "خبر کی سرخی" ۔ اخبار ۔ مقام اشاعت ۔ مکمل تاریخ ۔ صفحہ نمبر ۔ کالم ۔

مثلاً ۔۔ ولی خان کا بیان ۔ قائد اعظم کے فرمان کے بعد پارلیمنٹ کسی کو غیر مسلم قرار نہیں دے سکتی۔ ہم آج بھی احمدیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے مخالف ہیں۔ جنگ ۔ لندن ۔ ۲۱ جولائی ۱۹۸۶ء ۔ ص ۴ کالم ۳ ۔ ۴۔

اخبار میں بیان سے مراد خط لکھنے والا، مضمون نگار، مبصر، مدیر وغیرہ

۴۔ کانفرنس

مضمون نگار ۔ مضمون ۔ مقام ۔ تاریخ ۔ برمحل ۔ کانفرنس کا موضوع ۔ مورخہ

مثلاً ۔۔ عبدالقدوس ہاشمی ۔ جنگ بدر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن خلق ۔ اسلام آباد ۔ مورخہ ۲۵ دسمبر ۱۹۸۵ء ۔ بمقام اسلام آباد ہوٹل ۔ سیرت کانفرنس ۔ منعقدہ ۲۵ ۔ ۲۷ دسمبر ۱۹۸۵ء

۵۔ مطبوعہ کانفرنس/رپورٹ

مقرر کا نام ۔ مضمون ۔ کانفرنس کا نام ۔ مرتبہ ۔ مقام اشاعت ناشر ۔ سن اشاعت ۔ صفحہ نمبر

مثلاً ۔۔ اسمٰعیل فاروقی ۔ "فتح مکہ میں آنحضرت ؐ کا حسن خلق ۔ آل پاکستان سیرت کانفرنس ۔ منعقدہ اسلام آباد ہوٹل ۔ اسلام آباد ۔ مورخہ ۲۵ ۔ ۲۷ دسمبر ۱۹۸۵ء مرتبہ جاوید احمد ۔ کراچی ۔ الموتمر العالم الاسلامی ۔ ۱۹۸۶ء ۔ ص ۱۲۳ ۔ ۱۲۵۔

۶۔ حوالہ جاتی کتب

مضمون نگار ۔ مضمون ۔ حوالہ جاتی کتاب کا نام ۔ مرتبہ ایڈیشن ۔ مقام اشاعت ۔ ناشر ۔ سن اشاعت ۔ جلد نمبر ۔ صفحہ ۔ کالم نمبر

مثلاً ۔۔ سید ابو الاعلیٰ مودودی ۔ "خلافت" در دائرہ معارف اسلامیہ ۔ مرتبہ کلیم احسن صدیقی ۔ تیسرا ایڈیشن ۔ لاہور ۔ جامعہ پنجاب ۔ ۱۹۸۲ء ۔ جلد ۵ ۔ ص ۵ ۔ ۲۰۔

(بشکریہ مکرم ہدایت اللہ ہادی صاحب ۔ حال کینیڈا)

مختلف ممالک میں جماعت احمدیہ کا قیام

۳۲۔ کیمرون

مارچ ۱۹۸۳ء میں نائجیریا جماعت کے وائس پریزیڈنٹ مکرم الحاج حمزہ سنیالو صاحب نے کیمرون کا دورہ کیا اور جماعت کا قیام عمل میں آیا۔

۳۳۔ موزمبیق

تنزانیہ مشن کے تحت آنریری مبلغ مکرم رشیدی یوالی صاحب کے ذریعہ ۱۹۸۵ء میں جماعت کا قیام عمل میں آیا۔ یہاں جماعت خدا کے فضل سے ترقی کر رہی ہے۔

۳۴۔ کانگو

مارچ ۱۹۸۷ء میں زائر سے ایک وفد کانگو بھجوایا گیا جس نے وہاں جاکر کام کا جائزہ لیا اور تبلیغ کی۔ خدا کے فضل سے مختصر عرصہ میں تین دوستوں نے بیعت کی ۔ پھر اپریل ۱۹۸۷ میں دوسرا وفد گیا اور مزید بیعتیں ہوئیں اس طرح اس ملک میں احمدیت کا پودا لگا۔

۳۵۔ مراکش

یہاں جماعت قائم ہے۔

۳۶۔ الجزائر

یہاں افراد جماعت موجود ہیں

۳۷۔ سوڈان

یہاں باقاعدہ جماعت قائم ہو چکی ہے۔

۳۸۔ ایتھوپیا

یہاں افراد جماعت موجود ہیں

۳۹۔ گیبون

اکتوبر ۱۹۸۷ء میں یہاں ایک دوست ابراہیم بولونڈو صاحب نے بیعت کی پھر ان کے ذریعے ایک اور دوست مکرم الینو صاحب نے بیعت کی اس طرح اس ملک میں احمدیت کا پودا لگ گیا۔

۴۰۔ ری یونین

اس ملک میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ماریشس مشن کے ذریعہ جماعت کا قیام عمل میں آیا۔ اب یہاں باقاعدہ جماعت قائم ہے۔

(جاری ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ (مرتبہ ۔ عبد الماجد طاہر)

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن
آپ کی قلمی معاونت کا حقدار ہے۔ عمدہ تحقیقاتی اور معلوماتی مضامین اور منظوم کلام وغیرہ بھجوائیں۔
پتہ: ۱۶ گریسن ہال روڈ، لندن
ایس ڈبلیو ۱۸، انگلستان

ADVERTISE YOUR GOODS AND SERVICES IN THE AL FAZL INTERNATIONAL

DISTRIBUTORS OF
PITTA BREAD
PLAIN AND FRUIT
YOGHURT
MANGOES
SEASONAL FRUIT
AND
VEGETABLES
ZAHID KHAN
ZAHID KHAN
ZAHID KHAN
081 949 1044

CAN YOU SERIOUSLY AFFORD TO TRAVEL BY AIR WITHOUT FIRST CHECKING OUR PRICES?
PHONE US FOR A QUOTE
061 759 3656
Atlas Travel
493, CHEETHAM HILL ROAD,
MANCHESTER, M8 7HY
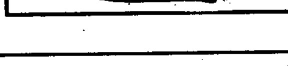

بقیہ: خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۲ نومبر ۱۹۹۳ء بمقام مسجد فضل لندن سے اقتباس

تو ہم قائم رکھ رہی ہیں، برقعے کی کیا ضرورت ہے؟ انسان برقعے کو اتار پھینکے۔ چونکہ یہ بات سچی بھی ہو سکتی ہے جھوٹی بھی ہو سکتی ہے اور اکثر صورتوں میں جھوٹی ہوتی ہے۔ وہ خواتین جو برقع اتار پھینکتی ہیں اگر ان کو واقعتاً پردے کی روح پیاری ہو تو اپنی خاطر نہ سہی اپنی اولاد کی خاطر اس مصیبت کو کچھ دن اور برداشت کر لیتیں۔ جانتی ہیں کہ یہ پردہ اس طرح ضروری نہیں۔ جانتی ہیں کہ مجھے خدا تعالیٰ نے عفت عطا کی ہے، حیا عطا کی ہے، میں ہرگز کسی غیر کو نہ بری نظر سے دیکھتی ہوں نہ اسکی بری نظر کو دعوت دیتی ہوں پھر بھی وہ برقعے کو اس لئے جاری رکھتی ہیں کہ ان کی آگے بچیاں ہیں کہیں وہ غلط پیغام آگے نہ دے دیں۔ عام طور پر وہی اتارتی ہیں جن کے سامنے بہانہ تو یہ ہوتا ہے کہ ہم روح کو قائم رکھ رہی ہیں۔ آپ اعتراض کرنے والے کون ہوتے ہیں۔ لیکن چونکہ خدا تعالیٰ کی نظر دل پر ہوتی ہے۔

"انما الاعمال بالنیات"

اعمال کا فیصلہ نیتوں پر ہوتا ہے اس لئے حقیقت میں جو دل کی گہرائی کا فیصلہ ہے وہ یہ ہے کہ اس مصیبت سے نجات پانا چاہتے ہیں۔ دنیا کہیں سے کہیں پہنچ گئی اور ہم ابھی تک برقعوں میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ برقعوں سے نکل کر جو دنیا دکھائی دیتی ہے وہ ان کو زینت دکھائی دیتی ہے وہ دلکش دکھائی دیتی ہے اور جب برقع پھینکتی ہیں تو پھر وہیں نہیں ٹھہرتیں۔ اس دلکشی کی طرف ضرور حرکت کرتی ہیں۔ ضرور قدم اٹھاتی ہیں کہ اس زینت سے کچھ حصہ پالیں جس کے مزے غیر اڑا رہے ہیں۔ یعنی ان کا قدم احمدی معاشرے سے غیر احمدی معاشرہ کی طرف اور مسلم معاشرے سے غیر مسلم معاشرے کی طرف ضرور اٹھتا ہے اور اگر یہ اٹھ رہا ہے تو ان کا نفس کا بہانہ جھوٹا تھا۔ انہوں نے پردے کی شکل نہیں بدلی، پردے کو ردّ کیا ہے اور بیک وقت ردّ کرنے کی طاقت نہیں اس لئے رفتہ رفتہ منزل بہ منزل

ردّ کرنا چاہتی ہیں۔ پہلے چادر میں آئیں گی پھر چادر سرکے گی پھر چادر اتار کر پھینک دی جائے گی پھر مکس پارٹیاں ہونگی پھر کلبوں میں جانا شروع ہوں گے اور ان کے دیکھتے دیکھتے ان کی بیٹیاں ان سے دس قدم اور آگے بھاگ رہی ہوں گی اور جب وہ ہاتھ سے نکلیں گی جب غیروں سے شادیاں کریں گی یا بغیر شادی کے بھاگ جائیں گی تو پھر وہ روتی ہوئی میرے پاس آئیں گی یا کسی اور کے پاس پہنچیں گی کہ دیکھو جی یہ معاشرہ کیسا زہریلا ہے کتنا خطرناک ہے، ہم کیا کریں ہمارا بس کوئی نہیں ہے۔ وہ یہ نہیں جانتیں کہ ان کا بس تھا انہوں نے استعمال نہیں کیا بچپن سے اپنی اولاد کو غلط پیغام دیا ہے بہانے تراشے ہیں اور حیا کے ساتھ اپنی عزت کی حفاظت نہیں کی اور بچے اس پیغام کو خوب سمجھتے ہیں اور جب وہ سمجھ لیتے ہیں تو کہتے ہیں کہ پھر اس جھوٹے موٹے بہانے کی بھی کیا ضرورت ہے۔ پھر آزادی کے ساتھ دنیا میں نکلو اور جو چاہے کرتے پھرو۔

پس عورتوں کا قوم کی تربیت میں بہت گہرا دخل ہے۔ ایسی اطلاعیں ملتی ہیں جس سے پتہ چلتا ہے کہ ہمارے بیاہ شادی کے موقعوں پر بہت زیادہ بے احتیاطیاں شروع ہو جاتی ہیں۔ بعض دفعہ ایسے خاندانوں کی براتیں آتی ہیں جن سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ تقویٰ کے اعلیٰ مقام پر ہوں گے لیکن ان گھروں میں جب باراتیں آتی ہیں تو وہ یہ بہانہ بناتے ہیں کہ یہ بارات تو ہمارے قبضہ کی نہیں تھی۔ پوری بے پرد بارات، اس میں غیر احمدی بھی بے پرد اور احمدی بھی بہت سے بے پرد اور مل جل کر اکٹھے ایک ہی ہال میں دعوتیں منائی جا رہی ہیں اور اگر کوئی اعتراض کرے تو اس سے وہ لڑتے ہیں جھگڑتے ہیں کہ تم ہمارے اندر دخل دینے والے کون ہوتے ہو۔

اس ضمن میں یہ بھی سمجھانا ضروری ہے کہ اعتراض اگر کریں گے تو پھر یہی سلوک ہوگا۔ قرآن کریم نے کہیں یہ نہیں فرمایا کہ جب تم معاشرے میں کوئی برائی دیکھو تو اعتراض کرو۔ یہ اعتراض بھی ایک خاص انداز کی بات ہے یہ فرمایا ہے اسے دور کرو یعنی اول مقصد برائی کو دور کرنا ہے جس انداز سے وہ دور ہو سکتی ہے وہی صحیح انداز ہے۔ اگر دور ہونے کی بجائے وہ بڑھ جائے یا بغاوت میں تبدیل ہو جائے تو قرآنی ہدایت کی خلاف ورزی کے نتیجے میں ایسا ہوگا۔ فرمایا اس کو دور کرو اور اگر دور کرنے کی طاقت نہیں ہے تو نصیحت کے ذریعے اسے روکنے کی کوشش کرو۔ پس نصیحت اور اعتراض میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ جب ایک انسان نصیحت کرتا ہے تو نصیحت کا انداز وہ کس سے سیکھے گا۔ معترضین سے؟ یا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت کے نتیجے میں کبھی کسی کو دھکا نہیں لگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت کے نتیجے میں کبھی کسی کی عزت نفس مجروح نہیں ہوئی بلکہ اس نصیحت میں پیار بھی پایا جاتا تھا اور غضب بھی پایا جاتا تھا اور پھر حتی المقدور یہ احتیاط ہوتی تھی کہ اس نصیحت کے نتیجے میں دوسروں کے سامنے کسی کی سبکی نہ ہو۔

پس نصیحت کے اس انداز کا فقدان اعتراض ہے اور بعض لوگ جماعت میں نیکی کے نام پر گویا اپنی ذات کو یہ کریڈٹ دے رہے ہوتے ہیں، اپنے سر پر خود یہ سہرا لگا رہے ہوتے ہیں کہ دیکھو ہم ناصح ہیں ہمیں تو یہ باتیں پسند نہیں ہیں اور کہتے اس انداز سے ہیں کہ ان کی انا کو تو خراج تحسین ہو جاتا ہے لیکن جس کو کہی جاتی ہے اس کو بات فائدہ نہیں پہنچاتی۔ اس پر غلط ردعمل پیدا ہو جاتا ہے۔

پس اگر ایسے مواقع ہیں جہاں اس قسم کی ناواجب حرکتیں ہو رہی ہیں تو اسلامی تعلیم کے مطابق کام کریں۔ اسلامی تعلیم کے مطابق خاندان کے وہ بڑے جن کے اختیار میں یہ ہے کہ وہ ان باتوں کو روک دیں ان کا فرض ہے کہ وہ ان باتوں کو روکیں کیونکہ گھر کے بڑے اگر کہیں کہ ایسی حرکت ہوگی تو ہم شامل نہیں ہوں گے تو ان کی بات کا ضرور اثر ہوتا ہے روک دینے سے مراد یہ ہے کہ اگر تم میں صحیح طریق پر روکنے کی طاقت ہے تو روکو اور جن لوگوں نے نہیں روکا وہ باقاعدہ مجرم بن جاتے ہیں اور اگر روکنے کی طاقت نہیں تو زبان سے سمجھاؤ اور زبان سے سمجھانے میں جیسا کہ میں نے بیان کیا طعن آمیزی کا رنگ نہیں ہونا چاہئے جہاں طعنہ آیا وہاں بات اثر چھوڑ دے گی۔ نصیحت اور پردرد نصیحت کے ذریعے انہیں سمجھائیں اور اگر یہ بھی ممکن نہیں تو پھر دل میں بُرا منائیں۔ دل میں برا منانے کا مطلب یہ نہیں دل کے اندر ہی بُرا منا کر بیٹھ جاؤ۔ اس بُرا منانے کا کوئی اثر ضرور ظاہر ہونا چاہئے چنانچہ قرآن کریم نے ایسی مجالس جن میں بدذکر چل رہے ہوں ان میں بُرا منانے کا ایک طریقہ خود سکھا دیا ہے فرمایا ہے جب تک ایسی باتیں ہوں ان سے اٹھ کر آجاؤ۔

پس اگر ایسی شادیاں ہو رہی ہوں جہاں بے حیائیاں ہو رہی ہوں اور بعض دفعہ تو یہ بھی اطلاع ملی ہے کہ اس بہانے کہ لڑکیاں ہی ہیں ناچ کئے گئے ہیں اور اس بہانے کہ صرف گھر کے لوگ ہیں خود دولہا میاں نے بھی بیوی کے ساتھ مل کر وہاں ڈانس کیا ہے۔ یہ شاذ کے طور پر واقعات ہیں لیکن نہایت ہی خطرناک دروازے کھولے جا رہے ہیں۔ اگر یہ دروازے بند نہ ہوئے اور آئندہ یہ باتیں رواج پا گئیں تو جنہوں نے یہ دروازے کھولے ہیں ان پر آنے والی نسلوں کی بھی لعنتیں پڑیں گی اور وہ خدا کے نزدیک ذمہ دار قرار دیئے جائیں گے۔ یہ کوئی بہانہ نہیں ہے کہ اور کوئی نہیں ہے، ہم ہی ہیں ہمارے سامنے کیا ہو رہا ہے۔ اصل میں یہ باتیں اس بات کی مظہر ہیں کہ دل میں غیر اللہ کا رعب آچکا ہے۔ وہ بعض باتیں غیر سوسائٹیوں میں دیکھتے ہیں اور بہت سخت دل چاہ رہا ہوتا ہے کہ ہم بھی ایسا کریں۔ جب دل چاہنے لگ گیا تو اس کے ہو گئے جس کے اوپر دل آگیا۔ اب موقع ملنے کی بات ہے بہانہ ڈھونڈ کر مخفی طور پر چھپ کر کھائیں یا لوگوں کے سامنے کھائیں، جہاں تک دل کی خواہش سے کھانے کا تعلق ہے وہ واقعہ تو ہو گیا۔ اب سؤر کھانا منع ہے یہ مطلب تو نہیں کہ سوسائٹی میں منع ہے چھپ کے کھانا بھی تو اسی طرح منع ہے جس طرح باہر کھانا منع ہے۔ اگر رسمیں بے ہودہ ہیں اور وہ دجّالی رسمیں ہیں تو آپ چاہے سب کے سامنے کریں چاہے چھپ کے کریں ان کی دجّالیت تو ضرور اپنا زہر ظاہر کرے گی اور آپ کی روحانیت کو ضرور مارے گی۔

آپ کیا تصور کر سکتے ہیں کہ ایسے لوگ جو شادیوں کے بہانے اس قسم کی بے پردگیاں کریں۔ آنے والی مہمان عورتوں کی عزت کا بھی خیال نہ کریں۔ باہر کے بیرے کھلم کھلا اندر پھر رہے ہیں کہ اس کا کیا فرق پڑتا ہے یہ کہتے ہوئے مہمان عورتوں کی عصمت سے ان کو کھیلنے کا کیا حق ہے کہ آجکل کی ماڈرن سوسائٹی میں یہی چل رہا ہے اگر بے حیائی کرنی ہے تو پھر مہمان خواتین کو ایک طرف کر دیں۔ ان کو کہیں کہ آپ اٹھ کر چلی جائیں۔ جن کو اپنی عزت اپنے پردے کا پاس ہے وہ یہاں نہ بیٹھیں کہ ہم ایسی حرکتیں کرنے والے ہیں جن کو آپ لوگ پسند نہیں کریں گے۔ ان کو چاہئے کہ اگر کچھ گند کرنا ہے تو پھر ان کو الگ کر کے کریں لیکن پھر وہ اس گند کے ذمہ دار ضرور ہوں گے لیکن مجھے یہ اطلاعیں ملتی ہیں کہ مہمانوں کو بلایا گیا اور اس کے بعد مردوں کو جو پہلے ہی کھلم کھلا بیچ میں پھر رہے تھے ان کو تو چھٹی دی کہ یہاں خواتین ہیں اب تم چلے جاؤ لیکن اس کے بعد غیر مرد بیرے لچے لفنگے ہر قسم کے گندے اخلاق والے ان کو کہا کہ اب اندر آجاؤ اور کھانا "سرو" کرو یہ کرو اور وہ کرو۔

قرآن کریم نے جہاں گھر کے نوکروں سے پردے میں نرمی کا اظہار فرمایا ہے وہاں

ایسے نوکروں کا ذکر ہے جن میں اربہ نہیں رہی۔ غیر اولی الاربۃ۔ گھر والے جانتے ہیں کہ ان میں نفسانی خواہش کا کوئی شائبہ بھی موجود نہیں اور گھر کے پلے ہوئے یا بڑے ہوئے بچے ایسے ہیں جن سے گھر کی عورت کی عزت نہ صرف کلیۃً محفوظ بلکہ اس کا واہمہ بھی اس کے دماغ میں نہیں آسکتا۔ اس ذمہ داری پر اس اصول کے تابع جب گھر میں نوکروں سے نسبتاً نرمی کی جاتی ہے تو اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ ہوٹلوں کے بیروں کو بھی اندر بلالو اور پھر ان کی موجودگی میں بلاؤ جو تمہارے گھر کے افراد نہیں ہیں۔

پس یہ سارے نفس کے بہانے ہیں اب آپ یہ بتائیے کہ آپ یہ سوچ سکتے ہیں کہ یہ سارے لوگ ذکر اللہ کرنے والے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تبتل کے بعد ذکر کا مضمون بیان فرمایا ہے۔ میں آئندہ خطبے میں انشاء اللہ اس مضمون کو مزید واضح کروں گا۔ تبتل ہر ایسی چیز سے ضروری ہے جس کے ساتھ ذکر اللہ اکٹھا نہیں سکتا۔ یہ لوگ جن کی نظریں دنیا کی چمک دمک پر جا پڑی ہیں اور دنیا کی چمک دمک کی مقید ہو چکی ہیں اسکی قیدی بن چکی ہیں جن کے اندر ہر وقت یہ تمنا کروٹیں بدلے کہ موقع ملے تو ہم بھی ایسا کریں جب موقعہ ملے تو وہ ایسا کرتے ہیں لیکن ایسے لوگوں کی سوچیں ان کو اللہ کے ذکر کا موقعہ ہی نہیں دیا کرتیں ان کی تمناؤں کے رخ بدل چکے ہوتے ہیں دنیا ان کی مطلوب ہو چکی ہوتی ہے اور یہ خیال کہ ادھر سے وہ ایسی بے پرد مجالس میں شامل ہو کے آئیں اور بیٹھ کر ذکر الٰہی میں مصروف ہو جائیں۔ یہ محض بچکانہ خیال ہے اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو نصیحت فرمائی ہے اس پر تفصیل سے عمل کریں۔ ہر اس چیز سے علیحدگی اختیار کرلیں جس چیز کے نتیجے میں آپ لازماً ذکر الٰہی سے محروم ہو جائیں گے۔ یہ جو مضمون ہے یہ بہت وسیع ہے میں نے آپ کو نصیحت کے طور پر چند مثالیں دی ہیں لجنہ کا فرض ہے کہ ان باتوں میں نگران رہیں۔ اگر کوئی بلانے والی خود یہ کہہ کر آپ کو نہیں اٹھاتی کہ اب ہم ایسی حرکتوں میں ملوث ہونے والے ہیں کہ ہو سکتا ہے آپ کے دل پر چوٹ لگے تو قرآن کریم نے جو یہ نصیحت فرمائی ہے کہ خود ہی اٹھ کے آجایا کرو اس سے کیوں فائدہ نہیں اٹھاتے۔ یہ معاشرے کا اصل دباؤ ہے ڈنڈے مارنا نہیں ہے۔ ڈنڈے مارنے کے نتیجے میں نصیحت نہیں ہوا کرتی۔ مگر معاشرہ اگر وہ طریق اختیار کرے جن کی قرآن نے نصیحت فرمائی ہے اور جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے ثابت ہیں تو نہی عن المنکر کا یہ بہترین انداز ہے اور یہ جو برائیاں بار بار اندر آتی ہیں بار بار دھکے کھا کر باہر چلی جائیں گی۔ ان کو گھر کے ماحول کے اندر خوش آمدید کہنے والا کوئی نہیں رہے گا۔ کیونکہ دوسری طرف سے یہ اثرات جو ہیں پوری طرح بیدار رہیں گے۔

پس یہ انسانی نفسیات سے تعلق رکھنے والی بات ہے کہ بعض برائیاں آپ نکالیں تو واپس آئیں گی۔ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ یہ معاشرے کی خرابیاں بار بار واپس آنے کی کوشش نہیں کریں گی۔

مگر قرآن کریم نے اس کے جواب میں نہی عن المنکر کرنے والے مامور فرمادیئے ہیں ہر گھر میں مامور فرمائے ہیں ہر مجلس میں ہر گلی میں، ہر شہر میں مامور فرمائے ہیں۔ ان کا کام ہے جب آئیں تو وہ مقابل پر آواز اٹھائیں۔ شرافت کی آواز دبنی نہیں چاہئے مگر شرافت کی آواز شریفانہ طور پر بلند ہونی چاہئے اور یہ وہی طریق ہے جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریق تھا۔ نصیحت کے نام پر بدتمیزیاں نہ کریں۔ نصیحت کے نام پر دل آزاریاں نہ کریں۔ مگر دلداری کی خاطر نصیحت سے احتراز بھی گناہ ہے۔ دلداری کی خاطر خاموشی سے ایک بدی کو قبول کرلینا بھی ایک بہت بڑا گناہ ہے۔ یہ درمیان کی جو صراط مستقیم ہے اس پر قائم رہیں اللہ تعالیٰ ہمیں اسکی توفیق عطا فرمائے۔

واقفین بچوں کو دنیاوی علوم بھی سکھائیں

"عام طور پر دینی علماء میں یہی کمزوری دکھائی دیتی ہے کہ دین کے علم کے لحاظ سے تو ان کا علم کافی وسیع اور گہرا ہوتا ہے۔ لیکن دین کے دائرہ سے باہر دیگر دنیا کے دائروں میں وہ بالکل لاعلم ہوتے ہیں۔ .... اس لئے جماعت احمدیہ کو اس سے سبق سیکھنا چاہئے اور وسیع بنیاد پر قائم دینی علم کو فروغ دینا چاہئے۔ یعنی پہلے بنیاد عام دنیاوی علم کی وسیع ہو پھر اس پر دینی علم کا پیوند لگے تو بہت ہی خوبصورت اور بابرکت ایک شجرہ طیبہ پیدا ہو سکتا ہے۔ تو اس لحاظ سے بچپن ہی سے ان واقفین بچوں کو جنرل نالج پڑھانے کی طرف توجہ کرنا چاہئے۔ آپ خود متوجہ ہوں تو ان کا علم آپ ہی آپ بڑھے گا، یعنی ماں، باپ متوجہ ہوں اور بچوں کے لئے ایسے رسائل، ایسے اخبارات لگوایا کریں، ایسی کتابیں پڑھنے کی ان کو عادت ڈالیں جس کے نتیجہ میں ان کا علم وسیع ہو۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ، ۱۰ فروری ۱۹۸۹ء)

اپنے مراسلات اور مضامین صاف کاغذ پر اور خوشخط تحریر میں روانہ کریں

امام جماعت کے کلام کی تاثیر

جس شخص کے سپرد خدا تعالیٰ جماعت کی اصلاح کا کام کرتا ہے اسے طاقت بھی ایسی بخشتا ہے جو دلوں کو صاف کرنے والی ہوتی ہے۔ اور جو اثر اس کے کلام میں ہوتا ہے وہ دوسرے کسی اور کے کلام میں نہیں ہو سکتا۔

(حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ)

کیا آپ

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن

کے خریدار بن گئے ہیں

اگر نہیں

تو آپ کو علم نہیں کہ آپ کیا کھو رہے ہیں

ضروری اعلان

ادارہ الفضل انٹرنیشنل تمام دنیا کی جماعتوں سے درخواست کرتا ہے کہ وہ اپنے اپنے ممالک میں ابھرتے ہوئے احمدی کھلاڑیوں کے ناموں، تعارف اور ان کی کھیل کے میدان میں کامیابیوں سے ہمیں آگاہ فرمائیں تاکہ الفضل انٹرنیشنل کے صفحات میں ان کا بھی تذکرہ ہو سکے۔ خاص طور پر ایسے کھلاڑی جو ملک کی نیشنل ٹیم کے ممبر ہوں۔

[ادارہ]

Earlsfield Properties
RENTING AGENTS
PROPERTIES WANTED IN ALL AREAS FOR WAITING TENANTS
081 877 0762

SCL
DISTRIBUTORS OF COMPUTER PARTS AND SPARES DIRECT TO PUBLIC

4A RANELAGH ROAD, SOUTHALL, MIDDLESEX UB1 1DO
TELEPHONE 081 571 0859/9933
MOBILE 0831 093 120
FAX 081 571 9933

REVIEW OF RELIGIONS

A monthly magazine designed to educate and enlighten its readers on religious, social, economic and political issues with particular emphasis on Islam. To ensure that you regularly receive this monthly publication please fill in the details below and send the completed form with your remittence to:

The Subscription Manager,
16 Gressenhall Road, London,
SW18 5QL, England

Please put my name on the mailing list for the Review of Religions for one year. I enclose a CHEQUE/BANKERS DRAFT of ....
Name..
Address...
....
....
....

ANNUAL SUBSCRIPTION RATES:
UNITED KINGDOM £15.00 STERLING
OVERSEAS US $30.00
DO NOT SEND CASH PLEASE

AL FAZL INTERNATIONAL WEEKLY -LONDON ISSN:1352 9587
TELEPHONE NO. 081 870 0919
FAX NO. 081 870 0919

پردے کی روح کو سمجھنا چاہئے اور اس روح کی حفاظت کرنی چاہئے

ہر اس چیز سے علیحدگی اختیار کریں جس کے نتیجے میں آپ لازماً ذکر الٰہی سے محروم ہو جائیں

عورتوں کا قوم کی تربیت میں بہت گہرا دخل ہے

خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۲ نومبر ۱۹۹۳ء بمقام مسجد فضل لندن سے اقتباس

خواتین کی تربیت کے حوالہ سے میں سمجھتا ہوں کہ بعض بدیاں جو رفتہ رفتہ خواتین میں راہ پاجاتی ہیں ان کی طرف متوجہ کروں اور یہ ایسی بدیاں ہیں جو بار بار نکال دینے کے باوجود پھر داخل ہوجاتی ہیں۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے کسی کو کان پکڑ کر بار بار اٹھایا جائے کہ اس مجلس کو چھوڑو تمہارا یہاں کوئی تعلق نہیں تو وہ پھر کسی دوسرے رستے سے آکر وہیں بیٹھ جائے۔ پس بعض بدیاں ہیں جو نفسیاتی لحاظ سے بعض ایسے رستوں سے داخل ہوجاتی ہیں کہ جہاں انسانی نفس عملاً ان کو بلاتا ہے اور دعوت دیتا ہے۔ پس ایک طرف سے ایک نکالنے والا اعلان کرتا ہے کہ نکلو نکلو یہ جگہ چھوڑ دو۔ تمہارا یہاں رہنے کا کوئی حق نہیں تو دوسری طرف سے تمام نفوس کے اندر ایک آواز دینے والا پیدا ہوجاتا ہے کہ ٹھیک ہے تمہیں نکالا گیا تھا لیکن مستقل تو نہ پیچھا چھوڑو، کبھی کبھی آ بھی جایا کرو۔ آؤ مل بیٹھتے ہیں کچھ لطف اٹھاتے ہیں یہ جو بدیاں ہیں ان میں رسم و رواج کی بدیاں ہیں۔ ان بدیوں میں بے پردگی کا رجحان ہے ان بدیوں میں سماج سے متاثر ہوکر بعض حرکتوں میں ملوث ہونے کی عادتیں ہیں۔ یہ تمام وہ بدیاں ہیں جو بار بار احمدی خواتین میں داخل ہونے کی کوشش کرتی ہیں اور بار بار ان کو باہر نکالنے کی کوشش کی جاتی ہے پھر کچھ دیر کے بعد جب خواتین سمجھتی ہیں کہ اب یہ بات پرانی ہوگئی تو پھر ان کو دعوت دیتی ہیں کہ آجاؤ اب کوئی بات نہیں کافی جدائی ہوگئی اب پھر کچھ دیر مل بیٹھتے ہیں۔ چنانچہ اب پھر مجھے ایسی اطلاعیں مل رہی ہیں کہ بعض بدیاں بڑے زور کے ساتھ دوبارہ احمدی خواتین کی اس کمزوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے جماعت کی تقریبات وغیرہ میں داخل ہورہی ہیں۔ سب سے پہلے پردے کے متعلق میں بات کرنا چاہتا ہوں کہ رفتہ رفتہ وہ پردہ جو برقعے سے چادر بنا تھا اب وہ ایسی چادر بن گیا ہے جو سر سے سرک کر کندھوں پر آئی ہے اور کندھوں سے بھی سرکتی جارہی ہے اور بعض دفعہ پھر کہہ دیا جاتا ہے کہ جب خالی چادر ہی اٹھانی ہے تو کیا فائدہ؟ پھینکو اس کو دکھاوا ہی ہے نا اور پھر وہ چادر کندھے سے بھی اتر جاتی ہے۔ جماعت کی بعض پردہ دار خواتین کی طرف سے مجھے بہت طعنے ملتے ہیں کہ آپ ان کی پردہ پوشی کر رہے ہیں۔ ایک نے تو مجھے یہ بھی لکھا کہ لوگ کہتے ہیں انگلستان جاکے آپ بہت ماڈرن ہوگئے ہیں اور بعض باتوں کی طرف آپ عمداً توجہ نہیں دیتے حالانکہ یہ بات درست نہیں ہے۔ جو بات درست ہے وہ میں آپ کو سمجھاتا ہوں کہ اس میں میرا قصور ہے تو کس حد تک۔ ذاتی طور پر میں سمجھتا ہوں کہ تربیت میں ڈنڈا نہیں چلا کرتا اور جب بھی چلتا ہے وقتی فائدہ دیتا ہے اور اس کے ساتھ نقصان بھی بہت پہنچا جاتا ہے تو شروع سے ہی میرا طبعی رجحان اس طرف ہے کہ تربیت میں اگر آپ ڈنڈا نہیں چلائیں گے تو پھر دوسرے طریق پر بہت محنت کرنا پڑے گی اور بار بار ان باتوں کو چھیڑنا پڑے گا مختلف طریق پر جماعت کو سمجھانا پڑے گا۔ ایک دیکھنے والا یہ سمجھتا ہے کہ اس سے کیا فائدہ ہورہا ہے اور بیماری پھر بھی دکھائی دے رہی ہے یہ اس کی کم نظری ہے ڈنڈے کی صفائی اول تو دل کی صفائی نہیں ہوا کرتی۔ اس سے سر خمیدہ ہوسکتے ہیں لیکن ٹیڑھے مزاج سیدھے نہیں ہوا کرتے۔ نصیحت کے اثرات کے تابع اگرچہ آہستہ اثر ہو یا تھوڑا اثر ہو مگر ایسے اثرات پیدا ہوتے ہیں جو رفتہ رفتہ قوم کی سرشت بننے لگ جاتے ہیں۔ اگر ایک سال میں ایسی بات نہ ہو دو میں نہ ہو دس میں نہ ہو بیس سال میں بھی نہ ہو تب بھی قرآن کریم کا یہ فیصلہ لازماً سچا نکلتا ہے

فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى ۞

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو نصیحت کر اور کرتا چلا جا اور ہم تجھے یقین دلاتے ہیں کہ نصیحت ضرور فائدہ مند ہوگی۔

پس جہاں تک پردے کے متعلق نصیحت کا تعلق ہے میں نے خلافت کا آغاز ہی اس نصیحت سے کیا تھا اور لجنہ اماء اللہ کو نہیں بلکہ جلسہ سالانہ میں خواتین کے اجتماع کے موقع پر ان کے جلسہ سالانہ پر پہلا خطاب ہی اس موضوع پر رکھا تھا اور اس کے بعد مسلسل مختلف وقتوں میں مختلف طریق پر سمجھانے کی کوشش کرتا رہا ہوں۔ لجنات کے خطاب میں جرمنی میں بھی، امریکہ میں بھی، انگلستان میں بھی اور دوسرے خطبات میں بھی عورتوں کو نصیحت کرتا رہا ہوں کہ پردہ اگر برقع نہیں ہے تو کچھ تو ہے نا۔ پس جو کچھ بھی ہے اسکی تو حفاظت کرو۔ یہ درست ہے کہ ہر معاشرے میں ہر حالات میں بعینہ وہ برقع پردہ نہیں جو پاکستان میں رائج ہے یا ہندوستان میں رائج ہے۔ اگر اسی کو بعینہ پردہ سمجھا جائے تو پھر عرب ممالک میں اور رنگ کا ہے انڈونیشیا میں اور رنگ کا ہے مختلف ممالک میں اسکی شکلیں بدلتی رہتی ہیں۔ انگلستان میں اور رنگ کا ہے امریکہ میں اور رنگ کا ہے جرمنی میں اور رنگ کا، ہر جگہ رنگ بدلے ہیں لیکن سب سے اہم بات جسے یہ معترض نظرانداز کردیتے ہیں کہ ان کے اپنے ملک میں بھی مختلف معاشروں میں اور اور رنگ کے پردے ہیں۔ کھیتوں میں جب عورتیں اپنے خاوندوں یا بھائیوں وغیرہ کی روٹی لے کر جاتی ہیں تو وہ کونسے برقعے پہن کے جاتی ہیں۔ روزمرہ کھیتوں میں کام کرتی ہیں۔ دودھ بیچنے والیاں آتی ہیں اور اچھی شریف بیبیاں ہوتی ہیں لیکن باوجود اس کے کہ بہت سی احمدی جماعتوں میں وہی رواج ہیں جو دیگر دیہات میں ہیں لیکن یہ اعتراض کرنے والے ان پر نہیں کرتے۔ کیا یہ اس وقت ماڈرن ہوچکے ہوتے ہیں؟ اصل میں ان کا ضمیر گواہی دے رہا ہوتا ہے کہ پردہ حالات کے مطابق ہوا کرتا ہے اور پردے کی ایک روح ہے اس روح کی حفاظت ضروری ہے۔

پس کھیتوں میں کام کرنے والی اگر گھونگھٹ لیتی ہے اور اس حد تک لیتی ہے کہ رستہ میں ٹھوکریں نہ کھاتی پھرے بلکہ اس کو رستہ دکھائی دے اور اپنے آپ کو اس حد تک ڈھانپ کر رکھتی ہے اور اس حد تک لجاجت سے چلتی ہے کہ اسکی حیا نمایاں ہوجاتی ہے اور اس کے بدن کے حسن سے باہر اس کی حیا دکھائی دینے لگتی ہے تو یہ جو کیفیت ہے یہ درحقیقت پردہ ہے اور پردے کی حقیقی روح اس کے اندر داخل ہے۔ چنانچہ قرآن کریم حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ بیان کرتے ہوئے اسؑ ایک بیٹی کی چال کے متعلق جو حضرت موسیٰؑ کو یہ پیغام دینے کے لئے واپس آئی تھی کہ میرا باپ تمہیں بلا رہا ہے فرمایا

"علی استحیاء"

وہ حیاء کے ساتھ لچکتی ہوئی آئی تھی۔ ایک لچک ہوتی ہے جو انسان کے اندر اپنے حسن کو ظاہر کرنے کے لئے دکھانے کے لئے لوگوں کی نظروں کو اپنی طرف مائل کرنے کے لئے ہوتی ہے ایک حیا کے نتیجے میں عورت جھولتی ہے اور اس کے بدن میں ایک لچک پیدا ہوجاتی ہے، ان دونوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ جو شرما کر چلنے والی عورت ہے اسکی حیا اس کا پردہ بن جاتا ہے اور وہ نظروں کو دھکا دیتی ہے کہ خبردار جو مجھے بری نظر سے دیکھا۔

پس پردے کی روح کو سمجھنا چاہئے اور روح کی حفاظت کرنی چاہئے۔ جہاں پردہ برقعے کی صورت میں رائج ہوچکا وہاں بہت بڑا خطرے کا مقام ہے۔ یہ کہہ کر کہ پردے کی روح

بقیہ: صفحہ ۱۴ پر ملاحظہ فرمائیں